''عورت پر خاندان کی تباہی کے اثرات''

مغرب کے ٹوٹتے بکھرتے خاندان نظام کا اندازہ الزبتھ کی اس کہانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ الزبتھ نے ہر سانس کے ساتھ قریب آتی ہوئی موت کو ایک با گزر یر حقیقت سمجھ لیا تھا اور اب وہ چاہتی تھی کہ اس کے پاس جتنا بھی وقت باقی ہے وہ اپنے خاندان خاص طور پر اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ گزارے لیکن اسے یہ بھی علم تھا کہ اس کا بیٹا اب اس کا بوجھ اُٹھانے کی بجائے اسے اولڈ ایج ہوم (بوڑھوں کی پناہ گاہ) میں داخل کروانے کا خواہش مند ہے، جس کا اظہار وہ چند روز قبل کو بھی چکا تھا۔ جب مستقبل بے وجود ہو جائے تا ماضی ہی وہ دریچہ رہ جاتا ہے جس سے گزر جانے والے ہر لمحے کو تصور میں زندہ کیا جا سکتا ہے۔

الزبتھ بھی بند کمرے میں آنکھیں موندے اس وقت کا تصور کر رہی تھی جب اس نے اپنی ساس کو اولڈ و یج ہوم بھوایا تھا تا کہ اس کا گھر اس کے شوہر کی بوڑھی ماں کے ''جراثیم'' سے پاک ہوا اور آج وقت اپنے آپ کو پھر دہرا رہا تھا۔ اس کی بہو نے پہلے ہی اسے کہہ دیا تھا کہ الزبتھ کی بیماریوں سے اس کے پوتے پوتیوں کو ''خطرہ'' ہے۔ اس کے جراثیم کی وجہ سے بچے کا باپ (یعنی الزبتھ کا بیٹا) پریشان ہے۔ اس لیے الزبتھ کو اب اولڈ ہوم میں رہنا ہوگا، الزبتھ نے اپنے بیٹے اور بہو کو سمجھایا۔ ان کے سامنے روتی رہی کہ میں بچوں سے دور رہ کر انہیں دیکھ لیا کروں گی۔ مگر اسے سختی سے منع کر دیا گیا تھا اور اب وہ اپنا پیارا گھر چھوڑ جانے پر مجبور تھی۔ الزبتھ بہت دکھی اور مایوس تھی لیکن جو کچھ وہ خود ماضی میں کرتی رہی تھی اس کے بعد وہ کیونکر اُمید رکھ سکتی تھی کہ انجام بخیر ہوگا؟ اگر ابھی نہ سہی تو کچھ عرصے بعد یہ تو اس کے ساتھ ہونا ہی تھا۔ وہ بیمار تھی مگر اس کے پاس گھر چھوڑنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔

یہ مغرب کے خاندانی نظام کی وہ حقیقت ہے جو ایک معمول بن کر رہ گئی ہے مغربی معاشرے میں خاندان کا ادارہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ شادیوں کی شرح میں کمی اور طلاق یافتہ جوڑوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ اولڈ ہومز مغرب کے سماجی نظام کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسقاطِ حمل، خواتین پر تشدد، جنسی زیادتی، خواتین اور مردوں کے درمیان سماجی عدم مساوات و جنسی امتیاز ''روشنی خیالی'' کا ایک ''خوشنما'' منظر پیش کر رہے ہیں۔

ملازمت پیشہ خواتین کے بارے میں:

Pew Research Center کی رپورٹ کا تجزیہ:

Pew Research Center امریکہ کا ایک مشہور تھنک ٹینک ہے۔ جو کہ معاشرتی و سماجی طور پر تحقیقاتی رپورٹس شائع کرتا رہتا ہے۔ اس تحقیقی مرکز سے 1997 سے 2007 تک کے عرصے کے دوران گھریلو اور ملازمت پیشہ ماؤں سے انٹرویوز کر کے کل وقتی اور جز وقتی ملازمت کے خاندان کے معمولات پر اثرات اور ان کی دلچسپی میں خاطر خواہ کمی محسوس ہو رہی ہے۔

1997 سے 2007 تک
ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی میں کمی
آپ کے لیے کون سی صورت حال پسندیدہ ترین ہے؟
کل وقتی ملازمت، جزوقتی ملازمت یا گھر سے باہر ملازمت نہ کرنا؟؟

	ملازمت پیشہ مائیں			گھریلو مائیں		
	1997	2007	تبدیلی/کمی	1997	2007	تبدیلی/کمی
کل وقتی ملازمت	32	2	-11	24	16	-8
جزوقتی ملازمت	48	60	+12	37	33	-4
گھریلو	20	19	-1	39	48	+9
معلوم نہیں	-	-	-	-	3	-

اس گراف کے مطابق 1997ء میں ملازمت پیشہ ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 32 فیصد ہے۔ جب کہ 2007 میں یہ شرح 21 فیصد ہے۔ ان دس سالوں میں کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 11 فیصد کمی ہوئی ہے۔ ملازمت پیشہ ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی میں کمی کی طرف رجحان پایا گیا۔

1997ء میں جزووقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 48 فیصد ہے اور 2007 میں یہ شرح 60 فیصد ہے۔ جزووقتی ملازمت میں ملازمت پیشہ ماؤں کی دلچسپی کی شرح 48 فیصد ہے اور 2007 میں یہ شرح 60 فیصد ہے۔ جزوقتی ملازمت میں ملازمت پیشہ ماؤں کی دلچسپی میں 12 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

ملازمت پیشہ ماؤں نے جزووقتی ملازمت کو کل وقتی ملازمت سے زیادہ پسند کیا ہے۔

ملازمت پیشہ ماؤں کے باہر ملازمت نہ کرنے میں دلچسپی کی شرح 1997ء 20 فیصد اور 2007 میں 19 فیصد ہے۔ گھریلو ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 1997ء میں 24 فیصد ہے۔ جب کہ 2007ء میں کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 16 فیصد ہے۔ کل وقتی ملازمت میں گھریلو ماؤں کی دلچسپی کی شرح میں 8 فیصد کمی واقع ہوئی۔

جزوقتی ملازمت میں گھریلو ماؤں کی دلچسپی کی شرح 1997ء میں 37 فیصد ہے اور 2007ء میں شرح میں کمی ہوکر 33 فیصد ہوگئی ہے۔ گھریلو ماؤں کی جزوقتی ملازمت کی دلچسپی میں ۴ فیصد کی کمی واقع ہوئی ہے۔

گریلو ماؤں کی پاہر ملازمت نہ کرنے میں دلچسپی کی شرح 39 فیصد ہے جب کہ 2007ء میں یہ شرح 48 فیصد ہوگئی ہے۔

ہے۔ ملازمت پیشہ اور گھریلو ماؤں نے ملازمت کل وقتی اور جز وقتی دونوں میں کم دلچسپی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

کام کرنے والی ماؤں کی ترجیحات:

2007ء میں 2000 لوگوں پر مشتمل ایک سروے میں صرف 21 فیصد ماؤں نے جن کے بچے 18 سال سے کم عمر کے تھے یہ کہا کہ ان کے لیے بہترین صورت حال یہ ہے کہ وہ فل ٹائم کر رہے ہیں۔ 2007ء میں اس میں کمی آ گئی۔

جن لوگوں نے پارٹ ٹائم کام کرنے کو ترجیح دی ان کا شمار 1997 سے آج کے دور تک 48.60 فیصد بڑھ گیا۔ (درحقیقت صرف ایک چوتھائی مائیں جز وقتی ملازمت کرتی ہیں۔)

گھر پر رہنے والی ماؤں کی ترجیحات (1997 - 2007):

1997ء میں تقریباً 4 میں سے ایک نے کہا کہ ہم فل ٹائم کام کو ترجیح دیں گی۔ 2007ء میں صرف 16 فیصد نے اس بات کا جواب دیا۔

تمام ماؤں کی ترجیحات (1997 - 2007ء):

2007ء میں 18 فیصد نے کہا کہ ہم فل ٹائم کام کرنا چاہتی ہیں، جب کہ 1997 میں یہ شرح 31 فیصد تھی۔

باپ کی ترجیحات (2007)

16 فیصد مرد جن کے بچے چھوٹے تھے انہوں نے Pew Poll میں کہا کہ بچوں کے ساتھ گھر میں وقت گزارنا انہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔

ماؤں اور کام کے اعداد و شمار:

درحقیقت 72 فیصد مائیں ایسی ہیں جن کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ ملازمت بھی کرتی ہیں۔ یہ اعداد و شمار 1975ء میں 47 فیصد تک بڑھ گئے اور 1997ء سے لے کر اب تک اپنی جگہ قائم ہیں۔ ایک اور سروے کے مطابق آدھی سے زیادہ شادی شدہ عورتیں جن کے 18 سال سے کم عمر کے بچے ہیں فل ٹائم کام نہیں کرتیں اور تقریباً آدھی ایسی ہیں جو کوئی کام نہیں کرتیں۔

برسرروزگار عورتیں اور ان کی تعلیم کا تناسب:

1997ء میں صرف 9 فیصد میڈیکل کی ڈگریاں، 7 فیصد Law کی ڈگریاں اور 4 فیصد بی اے کی ڈگریاں عورتوں میں تقسیم کی گئیں۔ 30 سال بعد یہ تناسب بڑھ کر ترتیب کے لحاظ سے 43 فیصد، 47 فیصد اور 41 فیصد ہو گیا۔

صرف 38 فیصد عورتیں ایسی ہیں جنہوں نے 1981، 1985، 1991ء میں ہارورڈ بزنس سکول سے گریجویشن کیا۔ اب وہ فل ٹائم کام کرتی ہیں۔

2003 میں ''ییل'' میں 50 فیصد، برکلے لاء سکول میں 63 فیصد، ہارورڈ میں 46 فیصد، کولمبیا میں 51 فیصد، انڈر گریجوائٹ، بزنس میجر میں 50 فیصد، ایم بی اے میں 30 فیصد عورتوں نے داخلے لیے۔

لاء کی فرموں میں صرف 16 پارٹنر عورتیں تھیں۔ 16 فیصد کارپوریٹ آفیسر تھیں۔ 500 میں سے 8 فارچون کمپنیوں میں عورتیں (سی ای او) تھیں۔

435 میں سے 62 ہاؤس آف ریپریزینٹو کی ممبر عورتیں تھیں اور 100 میں 4 سینٹ کی ممبر تھیں۔

عورتوں کو کام کیوں کرنا پڑتا ہے؟

ڈیلی ٹائمز مین ایملیہ مارن تیارگی نے اس سوال کے جواب میں کہ "آج کی ماؤں کو پیسوں کے لیے کیوں اتنی زیادہ دیر دفتر میں اور آفس میں کام کرنا پڑتا ہے؟ بتایا

ہاں! یقیناً وہ خواتین جنھوں نے اپنی دادی ماؤں سے مشورہ کر کے کسی ڈاکٹر، کسی وکیل اور کسی ایگزیکٹو کے ساتھ شادی صرف اپنے اپ کو خوش رکھنے کے لیے کی یا پھر اپنے آپ کو اُفق پر دیکھنے کے لیے مگر اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے انہیں کام کرنا پڑتا ہے۔

70 کی دہائی سے لے کر اب تک ایک اوسط درجے کے خاندان کے گھر کا بجٹ 69 فیصد سے بھی زیادہ بڑھ گیا ہے جب کہ ایک اوسط درجے کی مرد کی کمائی ایک فیصد سے بھی زیادہ کم ہوگئی ہے۔اب اس اونچ نیچ کو کس طرح ٹھیک کیا جاسکتا ہے؟ ظاہری بات ہے، ماں کے پیسوں سے۔

ایک اوسط درجے کا جوڑا اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ 127,000 ڈالرز سے زیادہ ایک گھر پر خرچ کرتا ہے، جو کہ 20 سالوں کے اندر اندر 720,000 ڈالرز سے تجاوز کر گیا ہے۔اس کے علاوہ ایک پری سکول ہوتا ہے۔ جو زیادہ تر ایلیمنٹری سکول کے لیے بنیادی شرط ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مائیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کا بچہ ابتدائی تعلیم ضرور کسی اچھے سکول سے حاصل کرے، جس طرح ماہرین تعلیم کہتے ہیں، اس کے لیے بہت سے پیسوں کی ضرورت ہے۔ایک فل ٹائم پری سکول پروگرام پر تقریباً سالانہ 5,000 ہزار ڈالرز کی لاگت آتی ہے۔اس کے علاوہ، ریاستی یونیورسٹیوں میں ایک سال کی ٹیوشن اور اس میں انشورنس کی رقم بھی شامل کریں اور وہ رقم بھی شامل کریں اور اس کے علاوہ رقم بھی جو ایک بچے کو کالج میں داخلے کے وقت دینی ہوتی ہے۔جس میں وقت کے ساتھ ساتھ دوگنا اضافہ ہوا ہے اور زیادہ تر مڈل کلاس عورتوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وہ کوئی نہ کوئی نوکری کریں۔

خواتین اور مردوں میں صنفی امتیاز:

یورپ میں خودمختار زندگی اور خاندان سے الگ رہنے کے رجحان کے نتیجے میں عورتوں میں غربت مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔اس وقت 19 فیصد مردوں کے مقابلے میں 21 فیصد خواتین غربت کی نچلی سطح پر زندگی گزار رہی ہیں۔مغربی معاشرے میں مساوی حیثیت کے دعویٰ میں تضاد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ملازمت پیشہ خواتین کو مردوں کے مقابلے میں فی گھنٹہ 15 فیصد کم اجرت پر ملازمتیں فراہم کی جاتی ہیں (یہ اعداد و شمار 2006ء کے ہیں) جب کہ مجموعی طور پر سال بھر میں خواتین مردوں کے مقابلے میں ملازمت کے مواقع کم فراہم کیے جاتے ہیں۔اسی طرح خواتین کو مردوں کے مقابلے میں ملازمت کے مواقع کم فراہم کیے جاتے ہیں۔اگر ہر 100 میں سے 72 مردوں کو ملازمتیں حاصل ہیں تو اس کے مقابلے میں خواتین میں یہ تناسب 7.5 رہی۔2001ء سے 2007ء کے دوران خواتین کو مستقل کی بجائے عارضی طور پر ملازمت دینے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔اور اس کی شرح 41 فیصد سے بڑھ کر 46 فیصد ہوگئی، جب کہ مردوں میں یہ تناسب صرف بیس فیصد کے قریب رہا۔تقریباً

63 فیصد یورپی خواتین اپنے بچوں کے اخراجات خود اٹھانے پر مجبور ہیں۔
ان چند اعداد و شمار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یورپ میں خواتین کو مساوی حیثیت دینے کے دعوے میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مغربی معاشرہ ایک ایسی بند گلی میں پہنچ چکا ہے کہ جہاں مذہب کی طرف واپسی کے علاوہ تمام بند راستے ان کا منہ چڑا رہے ہیں اور دیکھنا یہ ہے کہ آخر کب تک مغربی معاشرے کے افراد سپاٹ دیواروں سے ٹکراتے اور بے بسی سے اپنی تباہی کا تماشا دیکھتے ہیں۔
انیسویں صدی کی آخری ربع میں خواتین کے حقوق کے نام پر اٹھنے والی تحریکوں کے اولین مطالبات مرد و زن کے درمیان سیاسی، سماجی، اور معاشی مساوات کے دل فریب اور پر کشش نعروں پر مشتمل تھے لیکن رفتہ رفتہ اس تحریک نے نہ صرف عورت اور مرد کے سماجی بندھن کو نشانہ بنایا بلکہ ہر قسم کی خاندانی مذہبی اور سماجی پابندیوں سے بیزاری کا اعلان بھی کیا گیا۔ آزاد خیال اور عقلیت پرست سائنسدانوں اور مفکرین کی علی الاعلان حمایت اور مذہبی حلقے کی درندگی، کم مائیگی اور بے بصیرتی کے باعث یہ جھاڑیاں پھلتی پھولتی زہر ہلاہل بن کر انسانیت کی رگوں میں دوڑنے لگی۔ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کی ضروریات نے ان نوخیز نظریات کو پنپنے میں مہمیز کا کام کیا اور مرد و زن کے آزادنہ اختلام کی راہ ہموار کی۔
جذباتیت پر مبنی لٹریچر اور اقدار کی حمایت نے مرد و زن کی مساوات پر مبنی نعروں اور مطالبوں میں وہ دلکشی پیدا کی کہ بالآخر مغربی عورت نے تمام سماجی اور خاندانی بندھن توڑ کر سرمایہ پرست غربی معاشرے کی بھوک مٹانے کے لیے گھر کی دہلیز سے باہر قدم نکال لیا۔ یوں ایک ایسے معاشرتی انحطاط کا آغاز ہوا جس کی بنیادیں مزید گہری ہو رہی ہیں۔

ماں کی ممتا بمقابلہ آزادی نسواں:

امریکن ٹی وی کا ایک مقبول پروگرام ''اوپرا'' دیکھتے ہوئے مجھے یہ لگا کہ امریکہ کو آزاد خیال عورتیں ابھی تک اپنے ذریعہ معاش اور ماں بننے کی جبلت کے درمیان پھنسی ہوئی ہے۔ حیران کن طور پر کچھ ماؤں کو اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارے کے لیے روتے ہوئے دیکھا اور ان خواتین کو جنھوں نے بچوں کی خاطر اپنے پیشے کو خیر باد کہہ دیا۔ یہ باتیں آنکھیں کھول دینے والی تھیں اور یہ انکشاف ہوا کہ آزاد امریکی عورتیں اس معاملے میں کتنا تذبذب کا شکار ہیں کہ جو بنیادیں انہوں نے اپنے معاشرے کو بنانے کے لیے رکھی تھیں، اس معاملے سے قطع نظر کہ حکومت نے ماؤں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کافی کوششیں کیں کہ وہ کام پر آئیں لیکن گزرنے ہوئے سالوں میں اس معاملے میں کوئی کمی آتے ہوئے نہیں دیکھی گئی ہے۔ زیادہ تر جوڑوں میں مائیں ہیں جو اپنے ذریعہ معاش سے کنارہ کشی اختیار کر گئیں تاکہ وہ اپنی ممتا کی تسکین کر سکیں اس طرح کے رجحانات نے مجھے کافی محفوظ کیا کیونکہ میں ان کی مغربی آزاد خیالی کو خطرے میں پڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ نیویارک ٹائمز میں ایک آرٹیکل شائع ہوا تھا۔ ان کا نام Study Links Working Mothers to Slower Learning تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جلد نوکری شروع کر دینا ان کے بچوں کی ذہنی نشوونما پر غلط اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس آرٹیکل میں یہ لکھا گیا تھا کہ جو بچے زیادہ تر وقت ڈے کیئر سنٹرز میں گزارتے ہیں وہ غصیلے ہو جاتے ہیں اور ان کی طبیعت میں بہت ساری کمی رہ جاتی ہے۔ جسے صرف اس کی ماں ہی پوری کر سکتی ہے اور کوئی نہیں۔

اس رپورٹ کے مطابق پورا دن ملازمت کرنے والی ماؤں کے بچے سکول میں بہت خراب نتائج کے حامل ہیں۔ایک ریسرچ کے مطابق جلدی گھر آجانے والی ماؤں کے بچے کے اے لیول پاس کرنے کے چانسز 50/60 فیصد تک بڑھ جاتے ہیں۔باپ کی ملازمت اس معاملے میں کم اثر انداز ہوتی ہے۔یہ تحقیق 1970ء میں پیدا ہونے والے لوگوں کی زندگی اور ان کی تعلیمی کیریئر کے دوران ہونے والی ترقی پر مشتمل ہے۔یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کم قابلیت ان بچوں میں پائی گئی جن کی مائیں بچے کے پانچ سال تک کا ہونے سے پہلے ہی ملازمت میں چلی گئیں۔فل ٹائم کام کرنے والی ماؤں کے بچوں میں نفسیاتی امراض بھی زیادہ دیکھنے میں آئیں۔اس رپورٹ سے یہ ثابت کی گئی کہ وہ بچے جن کا وقت اپنے والدین کے ساتھ کم گزرتا ہے وہ نالائق ہوتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ آرٹیکلز اور ریسرچ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ماڈرن عورت کو اپنی پسند کا اختیار دیا جائے تو اپنے ذریعہ معاش سے زیادہ اپنے بچوں، خاندان اور ذاتی زندگی کو ترجیح دے گی۔

تشدد اور خواتین کی زندگی پر اس کا اثر:

عورتوں کے خلاف تشدد کئی شکلوں میں موجود ہے جو کہ صرف گھریلو تشدد تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں خوفزدہ کرنا، بے حرمتی کرنا، عورتوں اور بچوں کو کام کی جگہ پر ہراساں کرنا، زبانی گالم گلوچ کرنا اور نفرت کی نظر تک سے دیکھنا شامل ہے۔اس سلسلے میں حقائق اور اعداد وشمار اکھٹے کیے گئے ہیں۔ ظاہر کرتے ہیں کہ تشدد ایک ایسا رویہ ہے جسے فوری طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔تمام عورتیں کسی امتیاز کے بغیر کسی بھی طبقے، قابلیت، عمر، نسل، عقیدہ، تعلیم، شکل وصورت اور رنگ تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

گھریلو تشدد:

گھریلو تشدد بنیادی طور پر عورتوں کے خلاف تشدد کی ایک قسم ہے مگر مرد بھی اس کا شکار ہوتے ہیں۔National Crime Victimization کے اعداد وشمار مطابق 6 لاکھ 91 ہزار 7 سو دس تشدد کے واقعات موجود یا سابقہ شوہر کی طرف سے ہوتے ہیں۔2001ء میں تقریباً پانچ لاکھ 88 ہزار 4 سو نوے عورتوں پر گھریلو تشدد کی شرح سفید فام عورتوں کی شرح سے زیادہ فام عورتوں کی شرح سے زیادہ ہے۔گھریلو تشدد کے ایک ہزار میں سے 29 واقعات سیاہ فام عورتوں کے اور ایک ہزار میں سے 20 واقعات سفید فام عورتوں کے ہوتے ہیں۔

National Violence Against Women Survey کے مطابق لاطینی عورتوں پر جسمانی تشدد کی ایک رپورٹ کے مطابق 7.9 فیصد لاطینی عورتیں زیادتی کا شکار، 21.2 فیصد عورتیں جسمانی تشدد کا شکار اور 4.8 فیصد عورتیں شوہر کے تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔یہ عورتیں اپنے موجودہ اور سابقہ بوائے فرینڈز کے ہاتھوں تمام زندگی خوفزدگی کا شکار رہتی ہیں ان میں اس تشدد کے واقعات کو رپورٹ کرنے کی شرح سفید فام عورتوں سے 2.2 فیصد زیادہ ہے۔

آبروریزی اور جنسی امراض:

یورپ میں جنسی تعلقات کی مکمل آزادی کے باوجود عصمت دری کے واقعات کی شرح بہت زیادہ ہے۔صرف برطانیہ میں ہی سالانہ 50 ہزار کے

قریب خواتین کی عصمت دری کی جاتی ہے جن میں سے صرف چھ فیصد ملزمان کو ہی سزا دی جاتی ہے۔ جب کہ 16 سال یا اس سے بھی کم عمر لڑکیوں کی بڑی تعداد کو ان کے ساتھی طالب علم، اساتذہ یا رشتے داروں کی طرف سے جنسی زیادتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح یورپ کے چند ممالک جیسے فن لینڈ میں 25 فیصد، ہالینڈ میں 30 فیصد کے قریب، سویڈن میں 49 فیصد اور برطانیہ میں 25 فیصد غرض پورے یورپ میں 30 فیصد خواتین کو اپنی پوری زندگی میں کم از کم ایک دفعہ جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یورپ میں عورتوں پر تشدد اور جنسی زیادتی کے بعد علاج معالجے اور مقدمات میں سالانہ 50 ارب ڈالر خرچ کر دیے جاتے ہیں۔

اس طرح یورپ خاص طور پر مشرقی یورپ میں ہر سال دس لاکھ معصوم بچے جن میں بڑی تعداد لڑکیوں پر مشتمل ہوتی ہے کو جنسی مقاصد کے لیے فروخت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بدکاری کی مکمل آزادی کی وجہ سے 2004ء میں یورپ کی 34 فیصد خواتین ایڈز زیادہ دیگر موذی جنسی امراض میں مبتلا تھیں۔ ادارہ صحت کے اندازے کے مطابق اس شرح میں 8 سے 10 فیصد اضافہ ممکن ہے۔

FBI,US Dept of Justice کی رپورٹ:

☆ امریکہ میں اڑھائی منٹ کے بعد ایک عورت کو زیادتی (Rape) کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ (Up Dept of Justice 2003) ان میں زیادہ تر بارہ سال سے اوپر کی بچیاں ہیں۔

☆ 1996ء میں 3,07,000 عورتیں زیادتی Rape Attempted Rape اور Sexual Assault کا شکار ہوئیں۔ جب کہ 1995-1996 کے درمیان 6,70,000 عورتیں زیادتی کا شکار ہوئیں۔

☆ 74 فیصد زیادتی کی شکار جانتی ہیں کہ انہیں کس نے ریپ کیا۔

مندرجہ ذیل اعداد و شمار، 1995-2003 National Crime Survey اور USA Dep of Justice تک کے ہیں۔

☆ ہر پانچ میں سے ایک ریپ پبلک جگہ یا پارکنگ میں ہوتا ہے۔

☆ 55 فیصد زیادتی کرنے والے Rapists شراب یا کسی دوسرے نشے میں ہوتے ہیں۔

☆ 41 فیصد زیادتی کی شکار عورتوں کو ہسپتال کی ضرورت پڑتی ہے۔

☆ Rape Victim عورتوں میں 96 فیصد بارہ سال سے کم عمر بچیاں ہیں۔

☆ (Child Abuse) بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے والے اوسطاً 7 بچوں کو نشانہ بناتے ہیں۔

امریکہ میں عورتوں پر جنسی تشدد:

(Rape,Abuse and Incest National RAINN Network) جو کہ عورت پر تشدد کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کا امریکہ کا قومی کا ادارہ ہے، اس نے قومی شماریات کے عنوان سے درج ذیل اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔

حالیہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ امریکہ میں جنسی تشدد اور زیادتی کے واقعات پورے معاشرے میں زہر کی طرح سرایت کر چکے ہیں۔
امریکہ میں ہر آدھے منٹ میں دو عورتیں جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔
1996 میں 3 لاکھ 7 ہزار جنسی زیادتی کا شکار ہوئیں۔ اصل تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔
1995 اور 1996 کے درمیان تقریباً چھ لاکھ ستر ہزار عورتیں زیادتی کا شکار ہوئیں۔
جنسی جرائم کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ ان کا رپورٹ نہ ہونا ہے۔ عورتوں کی طرف سے ان کی جرائم کو رپورٹ نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے یہ ان کی ذاتی مسئلہ ہے، انہیں مجرم کی طرف سے ہراساں کرنے کا خوف ہوتا ہے۔

- ☆ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے 1996 میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ صرف واقعات رپورٹ ہوتے ہیں۔ یعنی ہر تین میں سی صرف ایک واقعہ۔
- ☆ تقریباً 74 فیصد زیادتی کا شکار ہونے والی عورتیں مجرم کو جانتی ہیں۔
- ☆ تقریباً 14 فیصد اپنے بہت ہی قریبی ساتھی، 50 فیصد اپنے واقف کاروں اور 7 فیصد اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔

خوف کی زندگی:

امریکہ کے ادارے انصاف کے اعداد و شمار کے مطابق:

- ☆ ہر پانچ میں سے ایک زیادتی عوامی جگہوں یا پارکوں میں ہوتی ہے۔
- ☆ 29 فیصد متاثرہ خواتین کی رپورٹ کے مطابق مجرم اجنبی ہوتے ہیں۔
- ☆ 59 فیصد زیادتی کے واقعات شام چھ بجے سے صبح چھ بجے کے درمیان ہوتے ہیں۔
- ☆ 55 فیصد مجرم نشے کی حالت میں ہوتے ہیں۔
- ☆ 16 فیصد زیادتی کے واقعات میں مجرم اسلحہ استعمال کرتا ہے۔
- ☆ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں 33 فیصد عورتیں زیادتی کا شکار ہیں۔

ان رپورٹس کے چشم کشا حقائق ہیں!!

علامہ اقبال کا یہ شعر یاد دلاتے ہیں:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے خود آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مغربی تہذیب کے زوال کا آغاز تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک دن عورت کا منا لیتے ہیں، ایک دن ماؤں کا اور ایک دن باپ کا، پھر سارا سال یہ مظلوم

عورتین اور والدین اپنے حقوق کے لیے اس دن کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور اب ہمارے ہاں جس طرح اخلاق باختہ اور حمیت و غیرت سے عاری تہذیب حاوی ہوتی چلی جا رہی ہے اس پر ساری قوم کو فکر مند ہونا چاہیے۔ آج سے 17 سال قبل جب ہم بیجنگ پلس فائیو B+5 کانفرنس میں نیو یارک میں شریک تھے تو ہم بہت ہی نامانوس اصطلاحوں کو سمجھ ہی نہ پاتے تھے اور یہ کہہ کر دل کو تسلي دیتے کہ یہ معاشرے کا مسئلہ نہیں ہے۔ مگر اب معاشرے سے حیاء کا چلن ختم ہوتا چلا جا رہا ہے اور میڈیا پر چیختے چنگھاڑتے منی اور شیلا کے عریاں رقص ہر چینل کھلے عام دکھا رہا ہے اور نہ عورت کی پامال ہوتی عزت کسی کو نظر آ رہی ہے اور نہ اپنی سماجی اقدار، غیرت اور حمیت تو نام تھا جس کا وہ اہل وطن میں ختم ہوتی نظر آ رہی ہے۔ لیکن!

ہم مایوس نہیں ہیں!! مسلمان عورت کی زندگی میں مایوسی کا موسم نہیں آتا ہمیں اپنے رب سے قوی امید ہے کہ ہم بہت ضعیف اور کمزور ہیں مگر وہ اپنی قوت سے ہمیں دوبارہ عزت و سربلندی کا مقام عطا کرے گا۔ وہ نسل دیوانہ وار آگے بڑھتی ہوئی دکھائے دے رہی ہے جو مزاحمت کا علم بلند کیے ہوئے ہے۔ ہم خواتین کے عالمی دن پر یہ پیغام دیتی ہیں کہ جو بھی اس جد و جہد میں عزم و ہمت سے قدم بڑھائے گا، اللہ کامیابی کے راستے اس کے لیے خود کھولے گا۔ نیل کا ساحل تو بیدار ہو چکا۔ آیئے! ہم کاشغر کی خاک تک اپنی عورت کو اپنے گھر اور حرم کی پاسبانی کے لیے بیدار کرنے کے لیے اپنی شمع جلاتے جائیں!!!

روودادِ کانفرنس

مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ

ہر سال نئے رنگ ڈھنگ ، نئے نعروں کے ساتھ عورتوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے پرچم تلے عورتوں کو آزادی دلانے کے پرفریب نعروں کے ساتھ بے راہروی، آوارگی اور جنسی اباحیت کا شکار بنانے اور تذلیل کے نت نئے سامان کئے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عورت کا استحصال نئے ناموں اور طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ فیمینزم ہو یا جنسی انارکی، بے حیائی ہو یا فحاشی وعریانی کا فروغ، آزادیِ نسواں اور حقوق نسواں کے نام پر عورت کے تقدس، حیا اور پاکیزگی کا خاتمہ مغرب کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔

یہ جلسے جلوس اور مارچ عورت کے حقوق کے نام پر تو ہیں لیکن یہ عورت کے حقوق کے لیے نہیں بلکہ معصوم اور سادہ عورت کو بہلا پھسلا کر اور ورغلا کر اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانے اور اس کی تکمیل کے لیے ہوتے ہیں۔ عورت کو اسکی نسوانیت سے ہی محروم نہ کیا جائے بلکہ معاشرے کو پوری طرح مغرب زدہ معاشرہ بنا دیا جائے۔ مغرب جیسی مادر پدر آزادی دی جائے، دوسرے معنوں میں معاشرے میں انارکی اور عدم توازن پیدا کر کے اپنے مقاصد کا حصول ہے۔

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جہاں عورت مارچ پورے ملک میں منعقد ہوئے ، وہیں عورت کے تحفظ اور تقدس، حیا کلچر کے فروغ، مضبوط خاندان، محفوظ عورت اور مستحکم معاشرہ کے عنوانات کے تحت حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان نے سنجیدہ فہمیدہ اور متوازن پروگرامات ترتیب دیئے۔ یہ پروگرامات پاکستان بھر میں چھوٹے شہروں سے لے کر بڑے شہروں، دیہاتوں اور گوٹھوں میں منعقد ہوئے۔ جس درد دل اور اخلاص کے ساتھ یہ پروگرامات منعقد ہوتے ہیں، اس کے اثرات وثمرات بھی سامنے آ رہے ہیں۔

اس طرح کا ایک پروگرام حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کے تحت کوہ نور ہال PC ہوٹل لاہور میں منعقد ہوا جس کی روح رواں سابقہ ایم این اے اور سابق ممبر نظریاتی کونسل ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی تھیں۔ جبکہ اس پروگرام کے مہمانان خصوصی امیر جماعت اسلامی پاکستان ”جناب سراج الحق“ اور محترمہ دردانہ صدیقی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی تھے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کی سعادت قاریہ قدسیہ بتول نے حاصل کی۔ نعتِ رسولِ مقبول کا شرف عافیہ زاہد کو ملا۔ سابقہ ایم این اے اور ممبر نظریاتی کونسل ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے کانفرنس کے آغاز میں اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ عورت خاندانی نظام کی محافظ اور

اقدار و روایات کی امین ہے۔خاندان ایک مقدس اور مبارک الہامی ادارہ ہے جو آدم اور حوا کی پیدائش کے ساتھ ہی قائم ہوا اور مشیتِ الٰہی کے ذریعے وہ انسانی رشتے وجود میں آئے جن سے خاندان بنے۔گویا دنیا میں انسان نے زندگی کی ابتداء ہی خاندان کی صورت میں کی۔خاندان کا ادارہ مستحکم ریاست اور معاشرے کی بھی بنیاد ہے۔جہاں محبت، احترام، اخلاقیات، رواداری اور ذمہ داری کے شعور کے ساتھ پرورش پانے والی نسل سے مضبوط مملکت اور مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے۔مرد وعورت کے باہمی تعاون اور ذمہ داریوں کی تقسیم خاندان کو جلا اور قوت بخشتی ہے۔مرد معاش کی ذمہ داری کے ساتھ وہ ماحول فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔جہاں عورت خاندان کی تربیت اور نسلوں کی تراش خراش کی ذمہ داری بحسنِ خوبی انجام دیتی ہے۔مضبوط خاندانی نظام ہمیشہ سے مشرقی معاشروں کی بڑی قوت اور ان کے استحکام کی علامت رہا ہے خصوصاً معاشروں میں جہاں دین کے تعلیمات کا اثر ہے لوگ بہت سے ایسے مسائل سے محفوظ رہتے ہیں، جن کا سامنا مغرب اور جدید دنیا میں رہنے والے کرتے ہیں۔

جنرل سیکرٹری حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان محترمہ دردانہ صدیقی نے مہمانوں کو پر جوش انداز میں خوش آمدید کہا اور خاندانی نظام کی اہمیت اقسام اور ثمرات کے ساتھ موجودہ دور میں خاندانی بگاڑ کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ''کہ انسان نے خاندانی نظام کو چھوڑ کر اپنی جان پہ خود ظلم کیا ہے۔خاندانی نظام معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ محسن انسانیت بن کر آئے اور آپؐ نے خواتین کو ان کا جائز مقام عطا کیا۔عورت کو پستی سے نکال کر سربلندی عطا کی۔حرص و ہوس کے معاشرے کی ستائی ہوئی عورت آج پھر اپنے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کے لیے مغرب کے پرفریب جال کا شکار ہو رہی ہے۔حقوقِ نسواں کے نام پر مصنوعی نعرے عورت کے وقار اور خاندان کے وجود کو کمزور کرنے کے مترادف ہیں۔جو اللہ کے قوانین سے بغاوت، عورت کی بے جا آزادی، گھرداری کی نفی اور جنسی بے راہ روی کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ خاندانی نظام کا تحفظ، معاشرے کی بقاء اور حفاظت کے لئے ناگزیر ہے۔لہذا اس بنیادی ادارے کے تحفظ اور استحکام کے لیے ہر طبقے کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔میاں بیوی اپنے اپنے فرائض کی احسن طریقے سے ادائیگی کریں۔خلوص اور شفقت سے بچوں کی تربیت کریں اور والدین کے مضبوط کردار اور رویے سے ایک متنوع خاندان کو پنپنے کے لئے سازگار ماحول فراہم کیا جائے۔جس میں بزرگوں کے احترام اور خدمت گزاری کا درس دیا جائے۔بزرگوں کی طرف سے بچوں کے لئے شفقت اور نرمی کے جذبات کے ساتھ ساتھ تربیت و اخلاق کا عملی نمونہ فراہم کیا جائے۔

علمائے اکرام، آئمہ مساجد، تعلیمی اداروں اور ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی چینلز پہ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تدریس و تبلیغ اور وعظ نصیحت کا جو فریضہ اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں، اس میں خاندان کے ادارے کو مضبوط و مستحکم کرنے والے تعمیری رویے کو پروان چڑھائیں نوجوان نسل کو یہ باور کرا دیا جائے کہ محفوظ مستقبل کے لیے مضبوط و مستحکم خاندان کا وجود بے حد ضروری ہے۔گزشتہ کئی سالوں سے الیکٹرانک میڈیا پر چلنے والے ڈرامے واضح طور پہ خاندانی زندگی سے متنفر کرنے والے ہیں اور اب ان کے اثرات معاشرے میں واضح طور پر نظر آنے لگے ہیں۔گھر جو امن و سکون، محبت و اخوت اور خیر خواہی کا مقام ہے اور جہاں ایک نومولود کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے، اسے نفرت فریب، بے وفائی، سازش اور چالبازی کا گڑھ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ایک ایسی جگہ جہاں ہر رشتہ دوسرے رشتے کی جاسوسی کرنے، اسے دھوکہ دینے اور نقصان پہنچانے میں مصروف ہے۔مسلسل اور کثیر عوامی احتجاج

کے باوجود ان ڈراموں پر پابندی نہیں لگائی جارہی۔
محترمہ ثمینہ سعید اور محترمہ زرفشاں فرحین نے فورم کی نظامت کے فرائض بے حد خوبصورت انداز میں ادا کئے۔ نسلِ نو کی نمائندہ(Youth)"محترمہ ریحہ افضل" نے اپنا اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ معاشرہ مستحکم نہیں ہے اور ہم نوجوان نسل کو ان کی ذمہ داریاں ٹھیک اور اچھے طریقے سے نہیں سکھا رہے۔ تعلیم کا وہ معیار اور سہولیات فراہم نہیں کر رہے۔ جس سے یوتھ کو صحیح مواقع نہیں حاصل ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے حکومت اپنا کردار ادا کرے۔
محترمہ حلیمہ سعدیہ (پنجاب کالج) نے رسول اللہ ؐ کے بتائے ہوئے بہترین اصول یاد کرائے جن پہ عمل پیرا ہو کر مسلمان آج بھی عروج سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ ان اصولوں سے رہنمائی حاصل کر کے اچھی نسل تیار کر سکتے ہیں۔ نئی نسل کو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی خرافات سے بچانا اور مثبت سمت میں رہنمائی کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ اچھی تربیت اور مثبت رویوں کے ساتھ ہی معاشرے میں خوبصورتی پیدا کی جاسکتی ہے۔
محترمہ بشریٰ ندیم نے اپنے خطاب میں جماعت اسلامی حلقہ خواتین کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہی وہ مضبوط گھرانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین ہیں جو کردار میں بھی مضبوط ہیں اور سوسائٹی میں مثبت کردار کی ادائیگی کے ساتھ نئی نسل کی تربیت، مضبوط و مستحکم خاندان اور با اخلاق افراد کی تیاری میں مصروفِ عمل ہیں۔
سوشل ورکر محترمہ خالدہ جمیل نے اسلامی معاشرے کی برگزیدہ خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت خدیجہؓ کے کردار و سیرت سے خوبصورت اور مؤثر مثالیں پیش کیں۔ حضرت بایزید بسطامی کی والدہ کی مثال بیان کی کہ وہ اپنے بچے کو ہمیشہ باوضو ہو کر دودھ پلایا کرتی تھی۔ اس سے ایسی پاکیزہ اولاد پروان چڑھتی ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور طارق بن زیادؒ جیسے اصحاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ان جیسے بہادر بیٹے اور زینبؓ اور خولہؓ جیسی بیٹیاں معاشرے کا حسن ہیں۔
محترمہ ڈاکٹر لبنیٰ ظہیر نے عورت کو دینِ اسلام کی دی ہوئی آزادیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا عورت کو جو آزادی ملی وہ اسلام کا انعام تھا۔ آج ایسی آزادی کے ساتھ دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے اور اپنے کردار کو نکھارنے کی ضرورت ہے۔ یہ وقت نئے مطالبات کا نہیں بلکہ اپنے فرائض کو پہچاننے کا ہے۔
ڈپٹی سیکرٹری جنرل حلقہ خواتین محترمہ ڈاکٹر حمیرا طارق نے تحریکی ساتھیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خواتین کو اپنی زبان کے بہترین انداز میں استعمال کا مشورہ دیا اور بتایا کہ زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دینے والے کو حضورؐ نے جنت کی بشارت دی ہے۔
محترمہ حنا نقوی نے انسان کی تخلیق کو بہترین تخلیق قرار دیا۔ انہوں نے امہات المومنین بالخصوص حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت حاجرہؑ، حضرت سارہؑ اور حضرت مریمؑ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ کامیاب خاندان کے پیچھے بھی کامیاب عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کامیاب مرد دنیا پر حکومت کرتا ہے لیکن اس کی کامیابی بھی عورت کے مرہونِ منت ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں اخلاقیات پہ مبنی تعلیم کا نظام ہی موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔
نیورو سرجن محترمہ ڈاکٹر ماہم نے اچھی نسل تیار کرنے کے لیے تربیت کا بطورِ خاص ذکر کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ محبت سے اچھی تربیت اور اچھے اخلاق پروان

چڑھتے ہیں جو شخصیت کی تعمیر میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ راشدہ لودھی نے پروگرام میں پہلی بار شرکت کرنے پر خوشی اور پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے عورت کے حقوق کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا عورت کو چودہ سو سال پہلے ہی اسلام نے تمام حقوق عطا کردیے ہیں۔ عورت اللہ کی خوبصورت تخلیق اور رحمت ہے۔

ڈاکٹر شہلا اکرم (ممبر چیمبر آف کامرس) نے 8 مارچ یومِ خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا یہ دن دراصل حقوق دینے کا دن ہے اور جب آپ دوسروں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو آپ کو اپنا بھی حق ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے خواتین چیمبر اس لیے بنایا کہ خواتین بھی بزنس کرسکیں اور انہیں بھی بزنس کے لیے پلیٹ فارم حاصل ہو۔

محترمہ ڈاکٹر محسنہ نے کہا کہ مضبوط معاشرہ محفوظ عورت کی وجہ سے ہے۔ نبی کریمؐ خواتین سے بھی مشورے لیتے تھے۔ جس سے معاشرے میں خواتین کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔

فورم کے شرکاء نے اسی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ نسلِ نو تک اسلام کا پیغام اور اسلامی طرز معاشرت کی برکات اور اہمیت مضبوط دلائل کے ساتھ پہنچائی جائے اور ٹوٹتے بکھرتے خاندانی نظام اور معاشرتی انتشار کے آگے بند باندھا جائے۔

اس مقصد کے لیے استحکام خاندان کی اہمیت اجاگر کرنا، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح میں کمی کے لیے تربیت اولاد پر توجہ، مردوں کو بحیثیت ولی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور معاشرے میں تکریمِ نسواں کا شعور اجاگر کرنا بہت اہم ہے۔

اس موقع پر ایک اعلامیہ پیش کیا گیا، جسے کثرت رائے سے منظور کیا گیا۔ جو مندرجہ ذیل ہے:

☆ عورت کی اصل آزادی اسلام کی متعین کردہ حدود میں ہے۔ مضبوط خاندانی نظام ہی کامیاب و پاکیزہ معاشرے کا ضامن ہے۔

☆ شرکاء نے اربابِ اختیار اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 35 مطابق شادی خاندان ماں اور بچے کی حفاظت کے حوالے سے مملکت اپنی ذمہ داری پوری کرے۔

آئین کے آرٹیکل 37 کے مطابق حکومت عصمت فروشی، قمار باری اور ضرر رساں ادویات کے استعمال فحش لٹریچر اور اشتہارات کی طباعت، نشر و اشاعت اور نمائش کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کرے ملک میں حیا کا کلچر عام کیا جائے۔

☆ عورت کو اسلام کے عطا کردہ حقوق، حقِ وراثت، حقِ شہادت، حقِ ولایت، حقِ وصیت اور حقِ نکاح و خلع ہے، قانونی معاشرتی حقوق کی عملی طور پر فراہمی کو ممکن بنایا جائے۔

☆ عورت کو جائے ملازمت پر تحفظ، آزادی اور پرسکون ماحول فراہم کیا جائے۔

☆ ملک میں مخلوط تعلیم کے بڑھتے ہوئے رجحان کا خاتمہ کیا جائے اور پرائمری تا کالج کی سطح تک طالبات کے علیحدہ تعلیمی ادارے بحال کیے جائیں۔

☆ ٹی وی ڈراموں اور ٹاک شوز میں عورت کے مقام و مرتبے اور رشتوں کے تقدس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

☆ طالبات کی اخلاقی تربیت اور تعمیر سیرت و کردار کے حوالے حیا و حجاب شرعی احکام کو شامل نصاب کیا جائے۔
☆ خواتین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے محفوظ اور پاکیزہ معاشرے کا قیام بھی حکومت وقت کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری ہے۔
☆ ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹی وی اشتہارات میں عورت کے وقار اور اخلاقی حدود کی پاسداری کی جائے۔

پروگرام کا اختتامی خطاب امیر جماعتِ اسلامی پاکستان جناب سراج الحق کا تھا۔ خواتین کو حق وراثت، حق ملکیت، حق نکاح، حق تعلیم وصلاحیت دینے کا پرزور مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عورت کی محرومی اور مفلوک الحالی کے خاتمے کا واحد حل اسلام کے زریں اصولوں پر پاکستانی معاشرے کی تعمیر میں ہے۔ عالمی یومِ خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین نے محفوظ عورت، مضبوط خاندان، مستحکم معاشرہ کے عنوان کے ساتھ پروگرام کا انعقاد کیا جو خوش آئند ہے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جناب سراج الحق نے کہا کہ قوم پاکستانی معاشرے میں گنے چنے سیکولرز لوگوں کی جانب سے حقوق خواتین کے نام پر مغربیت کے پھیلانے کے کلچرل حوصلہ شکنی کرے۔

انہوں نے کہا کہ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف سازشیں آزادی حاصل کرنے کے فوراً بعد شروع ہو گئی تھیں۔ جن میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان کے لاکھوں کروڑوں افراد جن کے آباؤ اجداد نے مملکتِ خداداد پاکستان کے حصول کے لیے جان و مال کی قربانیاں دیں، نام نہاد مغربی نظریات اور ان کی اشاعت اور ترویج کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

انہوں نے پاکستانی معاشرے میں عورت کی پسماندگی کا باعث بننے والے عوامل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عورت کی آزادی کا مطلب اسے صحت و تعلیم کی سہولتوں اور روزگار کے مواقع کی فراہمی اور اس کی عزت و ناموس کا تحفظ ہے نا کہ شرم و حیا اور حرمت کا خاتمہ ہے۔ ملک میں قانون سازی ہونے کے باوجود ونی، کاروکاری، قرآن سے شادی جیسی فرسودہ اور قبیح رسومات موجود ہیں۔ جہیز کی لعنت کا خاتمہ نہیں ہوسکا۔ غریب کی بیٹی جہیز نہ ہونے کے باعث گھر میں بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہے۔ خواتین کو تعلیمی اداروں اور کام کرنے والی جگہوں پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ بچوں اور خواتین کی عصمت دری کے لرزہ خیز واقعات روز کا معمول بن گئے ہیں، اور ظالم تھانوں اور عدالتوں سے بچ نکلتے ہیں۔ ایسے عناصر کو آج تک نشان عبرت نہیں بنایا گیا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ بچوں کی تعلیم کے لیے وفاق اور صوبوں میں خصوصی بجٹ مختص کیے جائے۔ خواتین کو اسلام کے اصولوں کے مطابق نکاح کا حق دیا جائے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جاگرداری اور وڈیرہ شاہی نظام میں خواتین کا استحصال ہو رہا ہے۔ اور حکومت خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے دین کی ترویج و اشاعت میں خواتین کی خدمات اور قربانیوں کا خصوصی تذکرہ کرت ہوئے کہا کہ ظہورِ اسلام سے لے کر آج تک عظیم مسلمان خواتین، جن میں امہات المومنینؓ، نبی رحمتؐ کی صاحبزادیاںؓ و رصحابہ اکرامؓ کی بیویاں بیٹیاں، بہنیں اور مائیں شامل ہیں۔ ان نے زندگی کے ہر میدان میں بے پناہ قربانیاں دیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین ہم تک پہنچا ہے۔ قیامِ پاکستان کے لیے محترمہ فاطمہ جناح کی قیادت میں خواتین نے عظیم قربانیاں دی۔ انہوں نے پاکستانی خواتین سے اپیل کی کہ وہ ان عظیم خواتین کے نقوش قدم کو اپناتے ہوئے

ملک وملت کی ترقی کے لئے کردار ادا کریں۔انہوں نے علمائے اکرام سے بھی اپیل کہ وہ اپنے دروس اور خطاباتِ جمعہ میں عورت کی عظمت وتقدس کا تذکرہ کریں اور مغربی اور بے حیا کلچر کے خاتمے میں کردار ادا کریں۔

اس وقت جبکہ خاندان کو درپیش خطرات پر دنیا بھر میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور خاندان کے ادارے کی تحفظ کی کوشش ایک عالمگیر مہم کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔یہ فکرمندی کا مقام ہے کہ ایک مسلم معاشرہ ہونے کے باوجود ہمارے ہاں بھی خاندان کا یہ ادارہ ٹوٹتا بکھرتا محسوس ہو رہا ہے۔مختلف سروے اور اخباری رپورٹ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ملک میں طلاق اور خلع کے اعداد وشمار تشویش ناک حد تک بڑھ گئے ہیں۔

بلکہ ایک رپورٹ کے مطابق صرف سندھ کی عدالتوں میں خلع کے مقدمات میں سات سو فیصد سے بھی زیادہ اضافہ سامنے آیا ہے۔یہ ایک ایسی خطرے کی گھنٹی ہے جس پر صرف ارباب اختیار کو تشویش لاحق ہونی چاہیے بلکہ والدین، اساتذہ، سماجی تنظیموں، علمائے دین اور اصلاح معاشرے کے لیے کام کرنے والے حلقوں کو بھی فوری طور پر سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس صورتحال کے تدراک کے لیے اپنا اپنا لائحہ عمل تشکیل دے سکیں۔کانفرنس سے ڈاکٹر زبیدہ جبیں، عائشہ شبیر، فرح ناز، طیبہ تقویٰ، زاہد شمیم، ڈاکٹر آسیہ شبیر، ڈاکٹر میمونہ مزقاق ڈاکٹر ہمالہ خالد نے بھی خطاب کیا۔آخر میں کانفرنس کی میزبان ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل اور ہاشو فاؤنڈیشن کے چیئرمین محترم صدرالدین ہاشوانی اور مرتضیٰ ہاشوانی کا شکریہ ادا کیا کہ انکی سرپرستی میں ہم کئی سالوں سے خواتین کے حقوق کی جدوجہد کے پروگرام منعقد کر پاتے ہیں۔انھوں نے اتنی بڑی تعداد میں شریک ہو کر ہمیں عزت افزائی بخشی۔دعا سے اس شاندار پروگرام کا اختتام ہوا اور ہوٹل انتظامیہ اور myth Plates کے باہمی اشتراک سے عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔

رپورٹ

صفیہ ناصر

8 مارچ 2021 - عالمی یوم خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ کے عنوان سے عظیم الشان خواتین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ افتتاحی خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے کہا کہ خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی اکائی اور اساس ہے، عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار و روایات کی امین ہے۔ خاندان ایک مقدس اور مبارک الہامی ادارہ ہے جو آدم وحوا کی پیدائش کے ساتھ ہی قائم ہوا اور مشیت الٰہی کے ذریعے وہ انسانی رشتے وجود میں آئے، جن سے خاندان بنے۔ گویا دنیا میں انسان نے زندگی کی ابتداء ہی خاندان کی صورت میں کی۔ خاندان مستحکم ریاست اور معاشرے کی بھی بنیاد ہے جہاں محبت، احترام اخلاقیات، رواداری اور ذمہ داری کے شعور کے ساتھ پرورش پانے والی نسل سے مضبوط مملکت اور مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ مرد و عورت کے باہمی تعاون اور ذمہ داریوں کی تقسیم خاندان کو جلا بخشتی ہے۔ مرد معاش کی ذمہ داری کے ساتھ وہ ماحول فراہم کرنے کا مجاز ہے کہ جہاں عورت خاندان کی تربیت اور نسلوں کی تراش خراش کی ذمہ داری بحسن خوبی انجام دے سکے۔ مضبوط خاندانی نظام ہمیشہ سے مشرقی معاشروں کی بڑی قوت اور ان کے استحکام کی علامت رہا ہے، خصوصاً ان معاشروں میں جہاں دین کی تعلیمات کا اثر ہے، لوگ بہت سے ایسے مسائل سے محفوظ ہیں جن کا سامنا جدید دنیا میں رہنے والے افراد کرتے ہیں۔

حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان سیکرٹری جنرل دردانہ صدیقی نے سب مہمانوں کو گرمجوشی سے خوش آمدید کہتے ہوئے خاندانی نظام کی اہمیت اور اس کے ثمرات پہ روشنی ڈالی۔ خاندان کی اقسام اور اس کی تشکیل پہ سیر حاصل بات کی۔ موجودہ دور میں خاندانی بگاڑ کی وجوہات پہ بات کرتے ہوئے کہا کہ انسان نے خدائی نظام کو چھوڑ کر اپنی جان پہ ظلم کیا ہے۔ معاشرے میں خاندانی نظام ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسن نسوانیت بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس کا جائز مقام عطا کر کے کل انسانیت کو احسان مند کیا۔ اسے پستی سے نکال بلندی پر سرفراز کیا۔ ہوس زدہ معاشرے کی ستائی ہوئی آج کی عورت پھر اپنے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کی خاطر حقوق نسواں کی تحریکوں کے پرفریب جال کا شکار ہو رہی ہے۔ حقوق نسواں کے مصنوعی نعرے عورت کے وقار اور خاندان کے وجود کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف ہیں جو اللہ کے قوانین سے بغاوت، عورت کی بے جا آزادی، گھرداری کی نفی اور جنسی بے راہ روی کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ خاندانی نظام کا تحفظ معاشرے کے بقاء کے لئے ناگزیر ہے لہٰذا اس بنیادی ادارے کے تحفظ اور استحکام کے لئے ہر طبقے کو اپنا مطلوبہ کردار ادا کرنا ہوگا۔ میاں بیوی اپنے اپنے فرائض کی احسن طریقے سے ادائیگی، خلوص اور شفقت سے بچوں کی تربیت کریں اور ماں باپ کے مضبوط کردار اور رویے سے ایک متنوع خاندان کو پنپنے کے لئے سازگار ماحول فراہم کیا جائے جس میں بزرگوں کے احترام خدمت گذاری اور بزرگوں کی طرف سے بچوں کے لئے شفقت اور نرمی کے جذبات کے ساتھ تربیت اخلاق کا عملی نمونہ فراہم کیا جائے۔

اس کے علاوہ علماء اکرام، آئمہ مساجد، تعلیمی ادارے اور ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی چینلز پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تدریس تبلیغ اور وعظ ونصیحت کا جو فریضہ وہ اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں اس میں خاندان کے ادرے کو مضبوط و مستحکم کرنے والے کرداری رویے کو پروان چڑھائیں. نوجوان نسل کو یہ باور کروایا جائے کہ محفوظ مستقبل کے لئے مضبوط و مستحکم خاندان کا وجود کتنا ضروری ہے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے الیکٹرانک میڈیا پر چلنے والے ڈرامے بھی واضح طور پہ خاندانی زندگی سے متنفر کرنے والے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ان کا نتیجہ معاشرے میں نظر آنے لگا ہے۔ گھر جو سکون، محبت اور خیر خواہی کی جگہ ہے اور جہاں ایک نومولود کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے، اسے نفرت، فریب، بے وفائی، سازش اور چالبازی کا گڑھ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایک ایسی جگہ جہاں ہر رشتہ دوسرے رشتے کی جاسوسی کرنے، اسے دھوکہ دینے اور نقصان پہنچانے میں مصروف ہے۔ مسلسل اور کثیر عوامی احتجاج کے باوجود ان ڈراموں پر پابندی نہیں لگائی جا رہی۔ اس موقع پر یوتھ کی نمائیندگی کرتے ہوئے محترمہ ریحہ افضل نے کانفرنس میں شرکت کی، دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ معاشرہ مستحکم اس لئے نہیں ہے۔ کہ ہم یوتھ کو۔ ان کی ذمہ داریاں ٹھیک سے نہیں سکھا رہے ہیں، ایجوکیشن کا وہ معیار اور سہولیات فراہم نہیں کر رہے جس سے یوتھ کو صحیح مواقع نہیں مل رہے، اس کے لئے حکومت اور یوتھ کو اپنا اچھا تعلق قائم کرنا ہے۔ ثمینہ سعید ڈپٹی سیکرٹری نے یہ مذاکرہ کنڈکٹ کرواتے ہوئے محترمہ حلیمہ سعدیہ (پنجاب کالج) کو دعوت دی وانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے بہترین اصول یاد کروائے جن پہ عمل سے مسلمان کس مقام تک پہنچ گئے تھے۔ اج بھی ہم رہنمائی حاصل کر کے اچھی نسل تیار کر سکتے ہیں۔ نئی نسل کو نیٹ اور سوشل میڈیا کی خرافات سے بچا کر مثبت سمت یں رہنمائی کریں۔ وجود زن سے ہے کائنات میں رنگ، وہ زن پیدا کرنی ہے جس سے یہ گلشن مہک اٹھے۔ اس کے بعد مذاکرہ کو آگے بڑھاتے ہوئے محترمہ بشری ندیم صاحبہ نے جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا کہ یہ ہی وہ مظبوط گھرانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین ہیں جو کردار میں مظبوط ہیں اور سوسائٹی میں مثبت کردار ادا کرتے ہوئے اپنی نئی نسل کی تربیت کرتے ہوئے مظبوط اور بااخلاق افراد تیار کر رہی ہیں۔ محترمہ خالدہ جمیل سوشل ورکر نے اسلامی معاشرہ کی وہ مظبوط کردار کی مالک برگزیدہ۔ خواتین کا زکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت سودہ رضی اللہ اور حضرت خدیجہ کے کردار وسیرت کی زبردست مثالیں پیش کیں۔ اور بایزید بسطامی کی والدہ کی مثال کہ میں نے اپنے بچے کو ہمیشہ باوضو ہو کر دودھ پلایا ہے پھر ہی ایسی پاکیزہ اولاد پروان چڑھتی ہے جیسے خالد بن ولید اور طارق بن زیاد جیسے بہادر بیٹے۔ اس کے لئے زینب اور خولہ جیسی بیٹیاں بھی پیدا کرنی ہونگی۔ اس کے بعد لبنی ظہیر صاحبہ نے اسلام کی دی ہوئی چودہ سو سال پہلے کی آزادی کا زکر کیا جو اس وقت کی عورت کو مل گئی تھی اور یہ اسلام کا انعام تھا آج اسی آزادی کے ساتھ دین اسلام کے شکر گزار ہو کر اپنے کردار کو نکھارنے کی ضرورت ہے۔ نئی کوئی ڈیمانڈ کا تقاضہ نہیں بلکہ فوض پہچاننے کا وقت ہے محترمہ ڈاکٹر حمیرا طارق نے جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی گوہر نایاب تحریکی ساتھیوں کا زکر کرتے ہوئے خواتین کو اپنی زبان کا بہترین استعمال کرنے کا مشورہ دیا اور اس کی ضمانت دینے والے کو جنت کی بشارت دی۔ محترمہ حنا تقوی صاحبہ نے انسان کی تخلیق کو بہترین تخلیق قرار دیتے ہوئے امہات المومنین کے ساتھ ساتھ جناب حاجرہ، جناب سارہ، جناب مریم کو خراج تحسین پیش کیا، کامیاب خاندان کے پیچھے بھی کامیاب خاتون کا ہاتھ ہے، کامیاب مرد دنیا

پی حکومت کرتا ہے مگر اس کی کامیابی کے پیچھے بھی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ہم اخلاقیات پہ مبنی ایجوکیشن نہیں دے رہے ہیں۔۔ڈاکٹر ماہم نیورو سرجن نے اچھی نسل تیار کرنے کے لئے اچھی تربیت، محنت اور اچھی نیت کا ذکر کیا راشدہ لودھی نے اللہ بابرکت نام کا آغاز کرتے ہوئے اس محفل میں پہلی بار شرکت کرنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عورت کے حقوق کا ذکر بہت تفصیل سے کیا اور چودہ سو سال پہلے کے اسلام کے حقوق دئے جانے پر شکر ادا کیا اور عورت کو اللہ کی خوبصورت تخلیق اور رحمت قرار دیا ڈاکٹر شہلہ (ممبر چیمبر آف کامرس) نے بہت خوبصورت الفاظ میں 8 مارچ کو خواتین کا دن قرار دیا کہ یہ دن حقوق دینے کا دن ہے، جب آپ دوسروں کا صحیح حق ادا کرتے ہیں تو آپ کو حق ملتا ہے، ہم نے خواتین چیمبر اس لئے بنایا کہ خواتین کا ایسا کوئی پلیٹ فارم نہیں تھا، اب خواتین بھی بزنس کر سکتی ہیں۔اس کے بعد ڈاکٹر محسنہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا میں بھرپور تائید کرتی ہوں کہ "مظبوط معاشرہ، محفوظ عورت کی وجہ سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواتین سے بھی بہت لیتے تھے جس سے ان کی معاشرہ میں اہمیت کا احساس ہوتا ہے ڈاکٹر زبیدہ جبیں، عائشہ شبیر، حنا نقوی، ڈاکٹر لبنیٰ ظہیر، ڈاکٹر محسنہ، فرح ناز، طیبہ نقوی، زاھدہ شبنم، ڈاکٹر آسیہ شبیر، ڈاکٹر میمونہ مزتاق، ڈاکٹر حلیمہ سعدیہ، فرح ناز، ڈاکٹر حمالہ خالد نے کہا کہ اس وقت جبکہ خاندان کو درپیش خطرات پر دنیا بھر میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور خاندان کے ادارے کی تحفظ کی کوششیں ایک عالمگیر مہم کی شکل اختیار کر چکی ہیں، یہ فکرمندی کا مقام ہے کہ ایک مسلم معاشرہ ہونے کے باوجود ہمارے ہاں بھی خاندان کا یہ ادارہ ٹوٹتا پکھرتا محسوس ہو رہا ہے۔مختلف سروے اور اخباری رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ ملک میں طلاق اور خلع کے اعدادوشمار تشویش ناک حد تک بڑھ گئے ہیں بلکہ ایک رپورٹ کے مطابق صرف سندھ کی عدالتوں میں خلع کے مقدمات میں سات سو فیصد سے بھی زیادہ اضافہ سامنے آیا ہے۔ یہ ایک ایسی خطرے کی گھنٹی ہے جس پر نہ صرف ارباب اختیار کو تشویش لاحق ہونی چاہیئے بلکہ والدین، اساتذہ کرام، سماجی تنظیموں، علمائے دین اور اصلاح معاشرہ کے لیے کام کرنے والے حلقوں کو بھی فوری طور پر سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس صورتحال کے تدارک کے لیے اپنا اپنا لائحہ عمل تشکیل دے سکیں۔

فورم کے شرکاء نے اتفاق کیا کہ ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ نسل نو تک اسلام کا پیغام اور اسلامی طرز معاشرت کی برکات اور اہمیت مضبوط دلائل کے ساتھ پہنچا کر ٹوٹتے بکھرتے خاندانی نظام اور معاشرتی انتشار کے آگے بند باندھا جائے۔۔اس مقصد کے لئے استحکام خاندان کی اہمیت اجاگر کرنا، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح میں کمی کے لئے تربیت اولاد پر توجہ، مردوں کو بحثیت ولی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور معاشرے میں تکریم نسواں کا شعور اجاگر کرنا لازم ہے۔

شرکاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عورت کی اصل آزادی، اسلام کی متعین کردہ حدود میں ہے اور مضبوط خاندانی نظام ہی کامیاب و پاکیزہ معاشرے کا ضامن ہے۔شرکاء نے ارباب اختیار اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ

- آئین پاکستان کے آرٹیکل 35 کے تقاضے کے مطابق شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کے حوالہ سے مملکت اپنی ذمہ داری پوری کرے۔
- آئین کے آرٹیکل 37(g) کے مطابق حکومت عصمت فروشی، قمار بازی، ضرر رساں ادویات کے استعمال، فحش لٹریچر اور اشتہارات کی طباعت، نشرو

اشاعت اورنمائش کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ ملک میں حیا کا کلچر عام کیا جائے۔

- عورت کو اسلام کے عطا کردہ حقوق حق وراثت، حق شہادت، حق ولایت، حق وصیت اور حق نکاح و خلع جیسے قانونی و معاشرتی حقوق کی عملی طور فراہمی کو ممکن بنایا جائے۔
- عورت کو جائے ملازمت پر تحفظ، آزادی اور پرسکون ماحول فراہم کیا جائے۔
- ملک میں مخلوط تعلیم کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ختم کرتے ہوئے پرائمری تا کالج کی سطح تک طالبات کے علیحدہ تعلیمی ادارے بحال کئے جائیں۔
- ٹی وی ڈراموں اور ٹاک شوز میں عورت کے مقام و مرتبے اور رشتوں کے تقدس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔
- طالبات کی اخلاقی تربیت اور تعمیر سیرت و کردار کے حوالے حیا و حجاب کے شرعی احکام کو شامل نصاب کیا جائے۔
- خواتین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے محفوظ اور پاکیزہ معاشرے کا قیام بھی حکومت وقت کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری ہے۔
- ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹی وی اشتہارات میں عورت کے وقار اور اخلاقی حدود کی پاسداری کی جائے۔ محترم امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام سے جڑنا اور مظبوطی سے تھامے رہنے میں عافیت ہے، ائین کے آرٹیکل 37 کا تقاضہ ہے کہ ملک کے اندر وہ تمام ایلیمنٹس کو بند کرنا ہوگا جو خاندانی نظام کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ریاست کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ اور رسول نے عورت کو جو وراثت کے حقوقِ دیئے ہیں وہ نہیں ملتے ہیں۔ ہم نے ورکرز خواتین کے حق میں آواز اٹھائی ہے کہ ان کی سیکیورٹی کا فی صد انتظام کیا جائے اور گھر سے گھر تک محفوظ طریقے سے پہنچایا جائے۔ امیر جماعت نے عورتوں کے حقوق پر مزید بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں کاروکاری، ونیا ور قرآن سے شادی جیسی رسم آج بھی موجود ہے۔ جہیز جیسی لعنت کی وجہ سے بہت سی بچیاں شادی کی عمر سے نکل جاتی ہیں۔ دوسری طرف مرد چند ہزار مہر کی شکل میں دے کر فارغ ہو جاتا ہے۔ ہم ان تمام سماجی برائیوں کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ سب سے پہلے میں ۲۲ کروڑ کی طرف سے شاباش اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے مغربی تہذیب کو ناکام بنایا اج چترال سے لے کر کراچی تک گوادر اور کوئٹہ کے علاقوں میں جلوس کر کے اس ایجنڈا کو ناکام بنایا جس سے پاکستان کے نظریے اور خاندان کو خطرہ تھا اج اپ لوگوں نے جس مارچ کا اہتمام کیا اپ دراصل ہماری اصلی ماؤں بہنوں کے ترجمان ہیں۔

اگر اپ سوسائٹی کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں تو عورت کو مضبوط کرو

خاندانی نظام اللہ کی طرف سے سب سے بڑا تحفہ ہے

ایک خاندان میں غریبوں کو بھی شیلٹر ملتا ہے

ماوں بہنوں بیٹیو قوموں کی عزت تم سے ہے تمام انبیا نے اس خاندانی نظام کی سر پرستی کی حضرت مریم کا کردار اسلام نے مضبوط بنایا نبی ص نے فرمایا مجھ پر چادر ڈالو

زملونی

اس عورت نے کہا تھا

اللہ اپکو ضائع نہیں کرے گا اپ سچ بولتے ہیں حق والوں کا ساتھ دیتے ہیں

اور پھر وہی عورت اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس جا کہ بیان کرتی ہیں پہلی شہادت اگر کسی کے نصیب میں ائی تو وہ بھی عورت تھی مردوں کے ساتھ عورتوں کا بہت بڑا کردار ہے محمد محسن انسانیت ہے انہوں نے عورت کو گھر کی ملکہ بنا کر عورت کو عزت سے نازا جب عورت فروخت کی جاتی تھی اسی زمانے میں انہوں نے عورت کو عزت دی جب بھی کوئی قوم تباہ ہوتی ہے

یہ مائیں بہنیں بیٹیاں ہیں جو حوصلہ دیتی ہے پروان چڑھاتی ہیں حضرت آسیہ بھی ایک عورت تھی جس نے فرعون کے مخالف جا کر حق کا ساتھ دیا

آج پرنٹ والیکٹرانک اور سوشل میڈیا جو انٹرنیشنل ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں کے اثرات سے خاندان ٹوٹ رہے ہیں

عورت کو تعلیم دیں، شعور دیں تو بہترین خاندان سامنے آئے گا

پریس نوٹ بعنوان

مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ فورم

لاہور(پ۔ر)8مارچ2021 ۔عالمی یوم خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ کے عنوان سے ڈسکشن فورم کا اہتمام پری کانٹینٹل ہوٹل میں کیا گیا۔افتتاحی خطاب میں ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے کہا کہ خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی اکائی اور اساس ہے،عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار وروایات کی امین ہے۔خاندان ایک مقدس اور مبارک الہامی ادارہ ہے جو آدم وحوا کی پیدائش کے ساتھ ہی قائم ہوا اور مشیت الٰہی کے ذریعے وہ انسانی رشتے وجود میں آئے، جن سے خاندان بنے۔گویا دنیا میں انسان نے زندگی کی ابتداء ہی خاندان کی صورت میں کی۔خاندان مستحکم ریاست اور معاشرے کی بھی بنیاد ہے جہاں محبت،احترام اخلاقیات،رواداری اور ذمہ داری کے شعور کے ساتھ پرورش پانے والی نسل سے مضبوط مملکت اور مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے۔مرد وعورت کے باہمی تعاون اور ذمہ داریوں کی تقسیم خاندان کو جلا بخشتی ہے۔مرد معاش کی ذمہ داری کے ساتھ وہ ماحول فراہم کرنے کا مجاز ہے کہ جہاں عورت خاندان کی تربیت اور نسلوں کی تراش خراش کی ذمہ داری بحسن خوبی انجام دے سکے۔مضبوط خاندانی نظام ہمیشہ سے مشرقی معاشروں کی بڑی قوت اور ان کے استحکام کی علامت رہا ہے،خصوصاًان معاشروں میں جہاں دین کی تعلیمات کا اثر ہے، لوگ بہت سے ایسے مسائل سے محفوظ ہیں جن کا سامنا جدید دنیا میں رہنے والے افراد کرتے ہیں۔ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی سیکرٹری جنرل دردانہ صدیقی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ خاتم الانبیاء ﷺ محسن نسوانیت بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے عورت کو اس کا جائز مقام عطا کر کے کل انسانیت کو احسان مند کیا۔اسے پستی سے نکال بلندی پر سرفراز کیا۔ہوس زدہ معاشرے کی ستائی ہوئی آج کی عورت پھر اپنے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کی خاطر حقوق نسواں کی تحریکوں کے پرفریب جال کا شکار ہو رہی ہے۔حقوق نسواں کے مصنوعی نعرے عورت کے وقار اور خاندان کے وجود کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف ہیں جو اللہ کے قوانین سے بغاوت،عورت کی بے جا آزادی، گھرداری کی نفی اور جنسی بے راہ روی کی طرف راغب کر رہے ہیں۔خاندانی نظام کا تحفظ معاشرے کے بقاء کے لئے ناگزیر ہے لہذا اس بنیادی ادارے کے تحفظ اور استحکام کے لئے ہر طبقے کو اپنا مطلوبہ کردار ادا کرنا ہوگا۔میاں بیوی اپنے اپنے فرائض کی احسن طریقے سے ادائیگی،خلوص اور شفقت سے بچوں کی تربیت کریں اور ماں باپ کے مضبوط کردار اور رویے سے ایک متنوع خاندان کو پنپنے کے لئے سازگار ماحول فراہم کیا جائے جس میں بزرگوں کے احترام خدمت گذاری اور بزرگوں کی طرف سے بچوں کے لئے شفقت اور نرمی کے جذبات کے ساتھ تربیت اخلاق کا عملی نمونہ فراہم کیا جائے۔

اس کے علاوہ علماء اکرام، آئمہ مساجد، تعلیمی ادارے اور ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی چینلز پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تدریس تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا جو فریضہ وہ اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں، اس میں خاندان کے ادرے کو مضبوط و مستحکم کرنے والے کرداری رویے کو پروان چڑھائیں. نوجوان نسل کو یہ باور کروایا جائے کہ محفوظ مستقبل کے لئے مضبوط و مستحکم خاندان کا وجود کتنا ضروری ہے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے الیکٹرانک میڈیا پر چلنے والے ڈرامے بھی واضح طور پہ خاندانی زندگی سے متنفر کرنے والے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ان کا نتیجہ معاشرے میں نظر آنے لگا ہے۔ گھر جو سکون، محبت اور خیر خواہی کی جگہ ہے اور جہاں ایک نومولود کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے، اسے نفرت، فریب، بے وفائی، سازش اور چالبازی کا گڑھ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایک ایسی جگہ جہاں ہر رشتہ دوسرے رشتے کی جاسوسی کرنے، اسے دھوکہ دینے اور نقصان پہنچانے میں مصروف ہے۔ مسلسل اور کثیر عوامی احتجاج کے باوجود ان ڈراموں پر پابندی نہیں لگائی جا رہی۔

ڈسکشن فورم سے اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر زبیدہ جبیں، ڈاکٹر رخسانہ جبیں، عائشہ شبیر، حنا نقوی، ڈاکٹر لبنیٰ ظہیر، ڈاکٹر محسنہ، فرح ناز، طیبہ نقوی، زاھدہ شبنم، ڈاکٹر آسیہ شبیر، ڈاکٹر میمونہ مزتاق، ڈاکٹر حلیمہ سعدیہ، فرح ناز نے کہا کہ اس وقت جبکہ خاندان کو درپیش خطرات پر دنیا بھر میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور خاندان کے ادارے کی تحفظ کی کوششیں ایک عالمگیر مہم کی شکل اختیار کر چکی ہیں، یہ فکرمندی کا مقام ہے کہ ایک مسلم معاشرہ ہونے کے باوجود ہمارے ہاں بھی خاندان کا یہ ادارہ ٹوٹتا پکھرتا محسوس ہو رہا ہے۔ مختلف سروے اور اخباری رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ ملک میں طلاق اور خلع کے اعداد و شمار تشویش ناک حد تک بڑھ گئے ہیں بلکہ ایک رپورٹ کے مطابق صرف سندھ کی عدالتوں میں خلع کے مقدمات میں سات سو فیصد سے بھی زیادہ اضافہ سامنے آیا ہے۔ یہ ایک ایسی خطرے کی گھنٹی ہے جس پر نہ صرف ارباب اختیار کو تشویش لاحق ہونی چاہئے بلکہ والدین، اساتذہ کرام، سماجی تنظیموں، علمائے دین اور اصلاح معاشرہ کے لیے کام کرنے والے حلقوں کو بھی فوری طور پر سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس صورتحال کے تدارک کے لیے اپنا اپنا لائحہ عمل تشکیل دے سکیں۔

فورم کے شرکاء نے اتفاق کیا کہ ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ نسل نو تک اسلام کا پیغام اور اسلامی طرز معاشرت کی برکات اور اہمیت مضبوط دلائل کے ساتھ پہنچا کر ٹوٹتے بکھرتے خاندانی نظام اور معاشرتی انتشار کے آگے بند باندھا جائے۔۔ اس مقصد کے لئے استحکام خاندان کی اہمیت اجاگر کرنا، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح میں کمی کے لئے تربیت اولاد پر توجہ، مردوں کو بحیثیت ولی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور معاشرے میں تکریم نسواں کا شعور اجاگر کرنا لازم ہے۔

شرکاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عورت کی اصل آزادی، اسلام کی متعین کردہ حدود میں ہے اور مضبوط خاندانی نظام ہی کامیاب و پاکیزہ معاشرے کا ضامن ہے۔ شرکاء نے ارباب اختیار اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ

- آئین پاکستان کے آرٹیکل 35 کے تقاضے کے مطابق شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کے حوالہ سے مملکت اپنی ذمہ داری پوری کرے۔
- آئین کے آرٹیکل 37 (g) کے مطابق حکومت عصمت فروشی، قمار بازی، ضرر رساں ادویات کے استعمال، فحش لٹریچر اور اشتہارات کی طباعت، نشرو

اشاعت اور نمائش کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ ملک میں حیا کا کلچر عام کیا جائے۔

- عورت کو اسلام کے عطا کردہ حقوق حق وراثت، حق شہادت، حق ولایت، حق وصیت اور حق نکاح و خلع جیسے قانونی و معاشرتی حقوق کی عملی طور فراہمی کو ممکن بنایا جائے۔
- عورت کو جائے ملازمت پر تحفظ، آزادی اور پرسکون ماحول فراہم کیا جائے۔
- ملک میں مخلوط تعلیم کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ختم کرتے ہوئے پرائمری تا کالج کی سطح تک طالبات کے علیحدہ تعلیمی ادارے بحال کئے جائیں۔
- ٹی وی ڈراموں اور ٹاک شوز میں عورت کے مقام و مرتبے اور رشتوں کے تقدس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔
- طالبات کی اخلاقی تربیت اور تعمیر سیرت و کردار کے حوالے حیا و حجاب کے شرعی احکام کو شامل نصاب کیا جائے۔
- خواتین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے محفوظ اور پاکیزہ معاشرے کا قیام بھی حکومت وقت کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری ہے۔
- ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹی وی اشتہارات میں عورت کے وقار اور اخلاقی حدود کی پاسداری کی جائے۔

مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ

انتہا پسندانہ تصورات اور سطحی نعروں نے ’’خاندان‘‘ پر کاری ضرب لگائی

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی، لاہور

’’اے مسلم دنیا! اپنے خاندان کے ادارے پر فخر کرو کہ ہم دنیاوی اور مادّی لحاظ سے تو ترقی یافتہ معاشرہ کہلاتے ہیں، مگر روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تیسری دنیا اور زوال پذیر معاشرہ بنتے جا رہے ہیں۔‘‘ دو دہائی قبل اقوامِ متحدہ کی راہ داریوں میں ’’Pro family‘‘ گروپس کے روحِ رواں، رچرڈ ولکنز کے خطاب کی یہ بازگشت آج بھی سنائی دیتی ہے۔ دنیا بھر کے محققین، خاندان کے ادارے پر تحقیق کے لیے امریکا کی معروف یونی ورسٹی، برگھم ینگ یونی ورسٹی کے ’’فیملی پالیسی فورم‘‘ کا رُخ کرتے ہیں کہ خاندان پر تحقیق کے لیے اتنا بڑا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پاکستان سمیت کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے موقعے پر کانفرنس کے چیف آرگنائزر، آنجہانی رچرڈ ولکنز نے مجھے اسلام کے خاندانی نظام اور عصری تہذیبی چیلنجز پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھنے کی ترغیب دی۔ میں اُن کی شکر گزار ہوں کہ وہ مسلم سماج کی خُوبیوں کے بے حد قدر دان تھے۔ مجھے اُن کے ساتھ کانفرنس میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد یہ احساس ہوا کہ ہم لنڈا بازار کی عادی قوم ہیں۔ وہ جو کپڑے اور نظریات اُتار پھینکتے ہیں، ہم اُنھیں پہنتے اور اپناتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ ہم نے عورت کو خاندان کا مرکزِ محبّت بنانے کی بجائے صنف میں شمار کرنا شروع کر دیا اور اُسے مساوات، ترقّی کے پُرفریب نعرے کے دھوکے میں مبتلا کر کے محبّت اور حفاظت کے حصاروں سے محروم کر دیا۔ نیز، اُس پر دُہرے بوجھ لاد دیے، جس سے خاندان کا نظام بُری طرح بگڑ گیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق، گزشتہ ایک سو سالوں میں امریکا میں شادی کی شرح میں 66 فی صد کمی آئی، حالاں کہ آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ شادی کے بندھن میں بندھے بغیر ہی آزادانہ طور پر ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، جس کے سبب اکیلی ماؤں کا مسئلہ گمبھیر ہوتا جا رہا ہے۔ بچّوں کو پتا ہی نہیں کہ اُن کا باپ کون ہے؟ اب دو تہائی امریکی یہ بھی مانتے ہیں کہ دو عورتیں یا دو مرد بھی خاندان بنا سکتے ہیں۔ 39 فی صد امریکی سمجھتے ہیں کہ اب خاندان کا ادارہ متروک ہوتا جا رہا ہے۔ مزید تفصیلات پیو ریسرچ سینٹر کی رپورٹ ’’The Decline of Marriage and Rise of New Families (Nov-2010)‘‘ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ ورلڈ اکنامک فورم کے زیرِ اہتمام 152 زبانوں میں 5 لاکھ سے زاید افراد سے ’’World Values Survey‘‘ میں سوال کیا گیا کہ ’’آپ سب سے زیادہ کس چیز کے بارے میں سوچتے اور فکرمند رہتے ہیں؟‘‘ تو ’’سب سے پہلے خاندان‘‘ کا جواب ملا۔ گویا خاندان کے ادارے کے بارے میں ہر خطّے میں یک ساں حسّاسیت پائی جاتی ہے۔

ہم کئی دہائیوں سے عورت کے اصل مقام کی بحالی کی تحریک چلا رہے ہیں۔ ہم ہی وہ خواتین ہیں، جو اس کی نسائیت کا احترام چاہتی ہیں اور اسے جدید چیلنجز کا مقابلہ بھی کرنا سکھا رہی ہیں۔ ہم نے دو دہائیوں سے پاکستانی عورت کو اس کے اصل رول ماڈلز سے روشناس کروانے کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے۔ ہم نے اس کا آغاز اپنی عظیم المرتبت امّی جان، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا کہ وہ کس طرح نئی نسل کے لیے مثالی کردار ہیں۔ پہلی ایمان لانے والی انسان کا اعزاز اُن کی وجہ سے عورت ذات کو ملا۔ اُنہوں نے ایمان و وفا کی لازوال داستان رقم کی اور صحیح معنوں میں تن، مَن، دھن سے حضور اکرم ﷺ کے انقلاب کی آب یاری کی۔ وہ اُس جاہلیت کے زمانے اور زوال پذیر مَردوں کے معاشرے میں ’’طاہرہ‘‘ کے لقب سے یاد کی گئیں اور اُس زمانے میں اُن کے مالِ تجارت کے قافلے ایک طرف شام، تو دوسری طرف یمن جاتے تھے۔ اُنہوں نے خود نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ ایک عورت کی چشمِ بصیرت کی اِس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟ رائے کی آزادی کو استعمال کرنے کا سلیقہ بھی امّی جانؓ نے ہی آج کی بیٹیوں کو سکھایا۔ پھر نبوّت کی تصدیق اور نبی کریم ﷺ کی تسلّی کا سامان ایسا خزانہ ہے، جس پر مسلمان عورتوں کو فخر کرنا چاہیے۔ اُن کے بعد امّی جان، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کو اپنے لیے روشن مثال بنایا۔ وہ علم و دانش کا ایسا چراغ تھیں کہ اُمّت ایک تہائی دین کے علم کے حصول کے لیے آج بھی اُن کی محتاج ہے۔ بڑے بڑے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اُن کے دَر پر حاضر ہوتے اور علم و فضل میں کمال حاصل کرتے۔ وہ ایسی فقیہہ اور نبی کریم ﷺ کی محبوب زوجہ تھیں، جن کے حجرے اور جن کی گود میں نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا۔ اُن کی پاکیزگی پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں گواہی پیش کی۔ پھر بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاندان کے ادارے کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت سے سمجھا۔ نوجوانوں کو بتایا کہ ایک بیٹی کے رُوپ میں محبت کرنا کیسے سیکھنا ہے اور اپنے جلیل القدر والد کا چھوٹی عُمر میں کیسے ساتھ دینا ہے۔ ایک صابر و شاکر بیوی کا کردار کیسے نبھانا ہے اور اپنے بچّوں کی تربیت کیسے کرنی ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎ ’’بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر...... کہ در آغوش شبیرے بگیری‘‘ یعنی ’’بی بی فاطمہؓ کی طرح بن جانا اور اس زمانے کی نگاہوں سے چُھپ جاؤ کہ تمہاری آغوش کو بھی ایک حُسینؓ میسّر آجائے۔‘‘ اقبال نے ’’رموزِ بے خودی‘‘ میں سیرتِ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک پورا باب باندھا ہے کہ وہ ہر رُوپ میں قابلِ تقلید ہیں۔ اس کے بعد ہم نے بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، جو صبر و شجاعت کی ایک مثال ہیں، اپنے لیے قابلِ تقلید مثال بنایا کہ ایک مفکّر، ڈاکٹر علی شریعتی کا قول ہے کہ ’’شہادت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک حضرت امام حسینؓ کی طرح کہ اُنہوں نے اپنے خون سے کربلا کے میدان میں حق کی گواہی دی اور دوسری، بی بی زینبؓ کی طرح کہ اُنہوں نے کوفہ کے بازاروں اور یزید کے درباروں میں قولی شہادت دیتے ہوئے ایسے ولولہ انگیز خطبات دیے کہ امامؓ کی قربانی کو اَمر کر دیا۔‘‘ پچھلے سال القدس کی مریم نے دنیا کو متوجّہ کیا کہ جیسے حضرت مریمؑ نے القدس کی خدمت کی تھی، اسی طرح آج بھی فلسطین کی مظلوم بہنیں حضرت مریمؑ کو اپنا رول ماڈل مانتے ہوئے اُن کی مزاحمت سے بھرپور زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے ہوئے ہیں۔ حضرت مریمؑ بہادری اور مزاحمت کا استعارہ ہیں۔ دنیا بھر کی مظلوم عورتیں اُن سے ہمّت و جرأت کا سلیقہ سیکھتی ہیں۔ القدس کی عورتیں اپنے آپ کو ’’مریمات‘‘ کہتی ہیں کہ ہم سب حضرت مریمؑ کی تقلید میں القدس کو نہیں چھوڑیں گی۔ کشمیر کی بیواؤں کو بھی ہم نہیں بھولے۔ اُن کشمیری عورتوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں، جن کے شوہروں اور مَردوں کا کچھ پتا نہیں چل رہا کہ وہ کہاں چلے گئے؟ زندہ بھی ہیں کہ شہید کر دیے گئے؟

اس سال ہم نے 8 مارچ کو ’’یومِ خواتین‘‘ منانے کے لیے ایک نعرے کا انتخاب کیا ہے اور وہ ہے ’’مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ۔‘‘ کچھ سال پہلے تُرکی کے صدر، رجب طیّب اردوان نے ’’Strong Families Make Strong Societies‘‘ کا نعرہ اپنے لوگوں کو دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی گونج پھیلتی چلی گئی۔ تُرکی کے بعد ملائیشیا، انڈونیشیا، بھارت اور پاکستان میں بھی اس سلوگن کو پذیرائی ملی۔ مختلف یونی ورسٹیز میں دخترانِ پاکستان نے اس عنوان پر پروگرام کیے۔ یہ عنوان وقت کی ضرورت ہے اور خاندان کے عالمی بحران کا حل بھی۔ اس عنوان کے تحت حلقۂ خواتین جماعتِ اسلامی پاکستان نے ایک مہم کا اعلان کیا ہے، جس کے مقاصد یہ ہیں ☆معاشرے میں خاندان کے استحکام کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔ ☆اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک طلاق کی ناپسندیدگی واضح کرتے ہوئے طلاق کی بڑھتی شرح کم کرنا۔ ☆مَردوں کو احساسِ ذمّے داری دِلاتے ہوئے قوّام کا فریضہ نبھانے کی طرف رہنمائی کرنا اور عورت کی کفالت کی ذمّے داری پوری کرنے کی ترغیب دینا۔ ☆معاشرے میں عورت کی تعظیم اور تکریم کا شعور بیدار کرنا۔ ☆عورت کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور ظلم کے خلاف رائے عامّہ پیدا کرنا۔ ☆نکاح اور خاندان کو آسان اور خوش گوار فریضہ بنانا۔ ☆نوجوانوں کی اخلاقی، فکری اور عملی تربیت کرنا۔ ☆اسلام کے نظامِ عفّت و عصمت کو رائج کرنا۔ ☆معاشرے میں خاندان کی تنظیم اور اس کے اصول و ضوابط کی پاس داری کے شعور کی بیداری کی مہم چلانا۔ ☆خاندان کے ادارے کو درپیش مسائل اور ان کے حل کی طرف پیش قدمی کرنا۔ ☆معاشرے میں نبی کریم ﷺ کو ’’محسنِ نسواں‘‘ کے طور پر پیش کرنا۔ ☆بے روزگاری اور معاشی استحصال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل سے متاثرہ خاندان کی تکالیف کم کرنا۔ ☆میڈیا سے رابطہ کر کے خاندان کے استحکام کی طرف متوجّہ کرنا۔ ☆ڈراموں میں رشتوں کے تقدّس کی پامالی کے خلاف عوامی شعور بیدار کرنا۔ ☆صدر، وزیرِ اعظم، وزرائے اعلیٰ اور گورنرز سے کُھلے خطوط کے ذریعے اپنی ذمّے داریاں ادا کرنے کی درخواست کرنا۔ ☆عورت پر ہر قسم کے تشدّد کے خلاف آواز بلند کرنا۔ ☆خواتین کے حقِ وراثت اور حقِ کفالت کے لیے شعور بیدار کرنا۔ ☆کاؤنسلنگ سینٹرز کا قیام۔ ☆شادی، نکاح نامے کی آگہی اور فیملی ایجوکیشن کورس کے لیے نوجوانوں کو ترغیب دینا۔ ☆تعلیمی اداروں میں خاندان کے استحکام کے لیے نصاب کی تیاری۔ ☆اِس سال اقوامِ متحدہ کا خواتین کے لیے مقرر کردہ عنوان "Women in leadership: Achieving an equal future in a COVID-19 world" کو بھی دورانِ مہم مدِّنظر رکھنا۔ ☆قانون ساز اسمبلیوں اور اسلامی نظریاتی کاؤنسل سے بھی اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کی جائے گی۔ دریں اثنا، ہم نے خاندان کے استحکام کے لیے کچھ سلوگنز بھی بنائے ہیں۔ ☆خاندان میرا سائبان ☆میرا گھر، میری جنّت ☆میری ضرورت، محبّت اور حفاظت ☆تم کھاؤ، میں بناؤں ☆میں اور تم نہیں! ہم ☆تشدّد نہیں، عزّت اور محبّت ☆آؤ گھر چلیں! بچّے منتظر ہیں۔

خاندان کا ادارہ اور اخلاقی اقدار کا زوال ایک عالم گیر مسئلہ بن چُکا ہے۔ کووِڈ کی وَبا اور لاک ڈاؤن میں یہ مسئلہ زیادہ گمبھیر شکل میں سامنے آیا۔ گھریلو تشدّد اور طلاق کی شرح میں روز افزوں اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ خاندانی نظام کی بنیادیں کم زور ہوتی جا رہی ہیں۔ جب معاشرے کا بنیادی یونٹ کم زور ہوگا، تو وہ ایک کم زور معاشرے اور کم زور تہذیب ہی کا سبب بنے گا۔ ہمیں اپنے خاندان کے ادارے میں خوش گوار تعلقات کی ضرورت ہے، خواہ وہ میاں بیوی کے درمیان ہوں، اولاد اور والدین کے مابین یا اعزّہ و اقارب کے درمیان۔ ان رشتوں کے استحکام پر توجّہ دینی ہے۔ شادی بیاہ کی فضول رسومات نے زندگی اجیرن کر دی ہے، اس کے حل کے لیے کوششیں کرنی ہیں۔ خواتین کو فرائض کے ساتھ حقوق کی طرف بھی متوجّہ ہونے کی ضرورت ہے۔ فحاشی، عریانی اور تباہ کُن اقدار نے معاشرے میں ایک ہیجان برپا کر رکھا ہے۔ ہمارے ڈرامے اخلاقی زوال کی آخری حدوں کو چُھو رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں نوجوانوں کی تعلیم پر تو توجّہ ہے، مگر تربیت سے ایسی غفلت کہ خاندان کی قدریں مِٹتی محسوس ہو رہی ہیں۔ حال ہی میں ایک نوجوان لڑکی کے دل دوز واقعے نے تو ہر صاحبِ دل کو خون کے آنسو رُلا دیا کہ اُس نے اپنے بوڑھے باپ سے فیس کی مد میں لاکھوں روپے وصول کیے اور یہاں اسپتال میں بے یار و مددگار لاش کی صورت پڑی رہی اور پھر مجرم کو سی سی ٹی وی کیمرے کی مدد سے گرفتار کیا گیا، جو اسے مُردہ حالت میں اسپتال چھوڑ گیا تھا۔ طلاق کی شرح خوف ناک حد تک بڑھتی جا رہی ہے اور اُن خواتین کی بھی کمی نہیں، جن کو اُن کے شوہر معلّق چھوڑ کر زندگی بھر سولی پر لٹکا دیتے ہیں۔ گھریلو تشدّد بھی سنگین مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ جہیز کے نام پر اذیّت رسانی، قتل اور خودکُشی تک کے واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔ خواتین، معصوم بچّوں اور بچیوں پر مجرمانہ حملوں کی کثرت نے معاشرے کو حیوانیت کی ڈگر پر چلا دیا ہے۔ خواتین کی وراثت کے جائز اور شرعی حق سے محرومی، بزرگوں اور بوڑھے والدین سے عدم توجّہی جیسے مسائل بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بوسنیا کے سابق صدر، عالی جاہ عزّت بیگووِچ کی کتاب ’’Islam between East and West‘‘ کا ایک جملہ یاد آ رہا ہے کہ ’’جن معاشروں میں ڈے کیئر سینٹرز کُھل رہے ہوں، اُنھیں اولڈ ہاؤسز کے لیے تیار رہنا چاہیے۔‘‘ جن ماں باپ کے پاس آج اپنے بچّے کے لیے وقت نہیں، اُن بچّوں کے پاس کل اپنے والدین کے لیے ٹائم نہیں ہوگا۔ تحقیقی نتائج یہ بتا رہے ہیں کہ نفسیاتی امراض اور خودکُشیوں کا سب سے بڑا سبب گھریلو تنازعات اور کشیدگیاں ہیں۔

خاندان کے ادارے کو مختلف قسم کے سطحی نعروں نے ٹوٹ پُھوٹ سے دوچار کیا ہے۔ حد سے زیادہ خود سری اور خود غرضی پر مبنی رویّوں اور مادّہ پرستی کی اس شدید لہر نے انسان کو ہر قسم کی ذمّے داری سے آزاد کر دیا ہے۔ جہاں خود غرض اور نفسانیت سے بھرپور انسان معاشرے سے تو فائدہ اٹھاتا ہے، مگر اس کے حقوق کی ادائی سے فرار کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اگر ہر انسان اپنی مرضی سے جیے، تو اس ادارے کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ فیمنزم کے انتہا پسندانہ تصوّر نے خاندان پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اس لیے مَردوں کے انتہا پسندانہ رویّوں کی پذیرائی کرنی چاہیے اور نہ نسائیت کی، بلکہ خاندانیت کی ترویج ہونی چاہیے، کیوں کہ خاندان کا خاتمہ انسانی تہذیب ہی کا خاتمہ نہیں، انسانی نسل کا بھی خاتمہ ہے۔ پھر یہ کہ خاندان کا ادارہ محض قانون اور ضابطے سے وجود میں نہیں آتا۔ اس کی بنیاد باہمی محبّت اور اعتماد ہے۔ جدید معاشرت نے ساتھ رہنے کے مواقع کم کر دیے ہیں۔ جدید نظریات و تصوّرات نے خود غرضی اور حقوق کی رسّہ کشی میں ایک دوسرے سے دُوری پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا، ہمیں ایک دوسرے کی مدد کے لیے کاؤنسلنگ سینٹرز کے قیام میں تعاون کرنا چاہیے۔ انسانوں کو سوشل میڈیا کی جھوٹی دنیا نے پہلے تو رشتے اور تعلق کی نئی جہتوں سے آشنا کیا، مگر جلد ہی یہ احساس ہونے لگا کہ ہر چیز غیر فطری انداز میں اُلٹ ثابت ہو رہی ہے۔ لوگ غیر فطری انداز سے اپنے جذبات و احساسات اُن لوگوں سے بیان کر رہے ہیں، جن کا اُن سے کوئی رشتہ نہیں، مگر ایک ہی چھت اور ایک ہی کمرے میں لوگ ایک دوسرے سے اَن جان ہوتے جا رہے ہیں۔

’’مضبوط خاندان، محفوظ عورت اور مستحکم معاشرہ‘‘ ایسا عنوان ہے، جو آج کے تمام مغربی معاشروں کے لیے بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ خاندان کے تمام افراد ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ادا کریں گے، تو ہی معاشرے کا استحکام ممکن ہوگا۔ نیز، خاندان کے جلو میں عورت کی ترقّی کی راہیں روشن بھی ہوتی ہیں اور محفوظ بھی۔ اس وقت خاندان کا ادارہ طوفانوں کی زَد میں ہے۔ ہماری قدروں کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں۔ حقوقِ نسواں اور آزادی کے مطالبات بڑھتے بڑھتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت، گھر داری کی تحقیر اور آزادانہ تعلقات کے مطالبات تک جا پہنچے ہیں۔ طلاق اور خلع کے ہزاروں مقدمات روزانہ عدالتوں میں دائر ہو رہے ہیں۔ سال 2020ء کے ابتدائی چھے ماہ میں صرف کراچی میں طلاق کے 14943 مقدمات داخل کیے گئے۔ یہ اعداد و شمار معاشرے میں ٹوٹتے بکھرتے خاندانوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور اس کے آگے بند باندھنے میں سب کو مل کر اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

جماعت اسلامی کی استحکام خاندان ریلیاں تحفظ ناموس رسالت محاذ کا پیغام آشر و حیا مارچ

علماء مغربی کلچر کے خاتمے کیلئے کردار، عورت کے تقدس کو اجاگر کریں: سراج الحق کا مال روڈ پر ریلی سے خطاب، پشاور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ میں بھی ریلیاں، جامعہ حفصہ کی طالبات کا بھی احتجاج

حیا ختم کرنیوالی خواتین معاشرہ کے چہرے پر دھبہ، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ، پاکستانی کلچر کو فروغ دیں، مسز محمد علی نقشبندی، مسز مشتاق فیضی، مسز حسیب قادری

لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ (خصوصی نامہ نگار، نمائندہ خصوصی، نمائندہ نوائے وقت) امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے خواتین کو حق وراثت، حق ملکیت، حق نکاح، حق تعلیم و ملازمت دینے کا حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عورت کی محرومی اور مظلومیت کے خاتمہ کا واحد حل اسلام کے زریں اصولوں پر پاکستانی معاشرہ کی تعمیر ہے۔ مال روڈ پر عالمی صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 24

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت	ABC Certified	باعتماد اور بااصول صحافت کا علمبردار

DAILY JEHAN ISLAMABAD

www.jehannews.com

روزنامہ جہان اسلام آباد

چیف ایڈیٹر: سید حسن وقار تراب

E-Mail: dailyjehan@gmail.com

بانی: سید محمد حسن

صفحات 8 قیمت 10 روپے

جلد: 28 | منگل 24 رجب المرجب 1442ھ 09 مارچ 2021ء | شمارہ: 58

عالمی یوم خواتین کے موقع پر مستحکم معاشرہ کے عنوان سے کانفرنس کا انعقاد

لاہور (نبیلہ اکبر) عالمی یوم خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے مظبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ کے عنوان سے خواتین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا افتتاحی خطاب میں ڈاکٹر سمیعہ راحیل قاضی نے کہا خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی اکائی اور اساس ہے۔ عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار و روایات کی امین ہے۔ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی سیکرٹری جنرل دردانہ صدیقی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس کا جائز مقام عطا کر کے کل انسانیت کو احسان مند کیا۔ مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی خواتین نے شرکت کی۔ اور اپنے اپنے انداز میں عورتوں کے حقوق پر خطاب کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس کا اختتامی خطاب امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق صاحب نے حقوق نسواں کے لیے خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس میں شریک خواتین میں ڈاکٹر زبیدہ جبیں، ڈاکٹر رخسانہ جبیں، عائشہ شبیر، حنا نقوی، ڈاکٹر لبنی ظہیر، ڈاکٹر محت فرح ناز، زاہدہ شبنم، ڈاکٹر آسیہ، ڈاکٹر میمونہ، ڈاکٹر حلیمہ سعدیہ، شبانہ فیصل، حمیرا شاہ، ایڈووکیٹ بشری لودھی ممبر آف بار کونسل ہائی کورٹ، ایڈووکیٹ صبا چودھری، بائیکر گرل عالیہ علی طاہر، زخرف منال ڈاکٹر ماہم، ڈاکٹر حمہ طارق، ثمینہ سعید، بشری ندیم، ریحہ افضل، ڈاکٹر انجم، سعدیہ حریم ودیگر نے شرکت کی۔

عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار کی امین ہے، سمیعہ قاضی

حقوق نسواں کے مصنوعی نعرے عورت کے وقار کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف ہیں

لاہور (نمائندہ ایکسپریس) عالمی یوم خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی کی طرف سے مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ کے عنوان سے خواتین کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ مقامی ہوٹل میں ہونیوالی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے کہا کہ خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی اکائی اور اساس ہے عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار و روایات کی امین ہے۔ خاندان ایک مقدس اور مبارک الہامی ادارہ ہے جو آدم و حوا کی پیدائش کے ساتھ ہی قائم ہوا اور مشیت الٰہی کے ذریعے وہ انسانی رشتے وجود میں آئے، جن سے خاندان بنے۔ خاندان مستحکم ریاست اور معاشرے کی بھی بنیاد ہے جہاں محبت و احترام اخلاقیات، رواداری اور ذمہ داری کے شعور کے ساتھ پرورش پانے والی نسل سے مضبوط مملکت اور مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ دردانہ صدیقی نے کہا کہ نبی اکرمؐ محسن نسوانیت بن کر آئے۔ آپؐ نے عورت کو اس کا جائز مقام عطا کر کے انسانیت کو احسان مند کیا۔ حقوق نسواں کے مصنوعی نعرے عورت کے وقار اور خاندان کے وجود کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف ہیں جو اللہ کے قوانین سے بغاوت، عورت کی بیجا آزادی، گھرداری کی نفی اور جنسی بے راہ روی کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ کانفرنس سے ڈاکٹر زبیدہ جبیں، ڈاکٹر رخسانہ جبیں، عائشہ شبیر، حنا نقوی، ڈاکٹر لبنی ظہیر، ڈاکٹر محت فرح ناز، طیبہ نقوی اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

ٹرین حادثہ کے بعد متعدد ٹرینیں گھنٹوں تاخیر کا شکار، مسافر پریشان

لاہور (اپنے نمائندے سے) ٹرین حادثہ کے بعد لاہور ریلوے اسٹیشن سے دیگر شہروں کے درمیان آنے جانے والی متعدد ٹرینیں گھنٹوں تاخیر کا شکار رہیں جس کی وجہ سے مسافروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ گزشتہ روز لاہور سے کراچی جانیوالی قراقرم ایکسپریس 9 گھنٹے، کراچی ایکسپریس اور ملت ایکسپریس ٹرینیں ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے منزل کی جانب روانہ ہوئیں۔

اللہ ھی بڑی عظمت والا ھے (القرآن)

03009611306 0526600051	لاہور، گوجرانوالہ، مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے بیک وقت شائع ہونیوالا قومی اخبار	ABC CERTIFIED

روزنامہ عظمت لاہور

Daily AZMAT Lahore

چیف ایڈیٹر:۔ چوہدری لیاقت علی طاہر

ایگزیکٹو ایڈیٹر:۔ چوہدری اختر حسین

E.mail:dailyazmat2009@yahoo.com,CPL:365

جلد نمبر 18 | منگل 9 مارچ 2021ء، 24 رجب المرجب 1442ھ 25 پھاگن 2077 ب | قیمت 12 روپے | شمارہ نمبر 58

عالمی یوم خواتین کے موقع پر خواتین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا

مظبوط خاندان۔۔۔ محفوظ عورت۔۔۔ مستحکم معاشرہ، جماعت اسلامی پاکستان

لاہور (نبیلہ اکبر) 8 مارچ 2021 - عالمی یوم خواتین کے موقع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے مظبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ کے عنوان سے خواتین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا افتتاحی خطاب میں ڈاکٹر سمیعہ راحیل قاضی نے کہا خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی اکائی اور اساس ہے۔ عورت خاندانی نظام کی محافظ اور اقدار و روایات کی امین ہے۔ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی سیکرٹری جنرل دردانہ صدیقی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس کا جائز مقام عطا کر کے کل انسانیت کو احسان مند کیا۔ مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی خواتین نے کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے اپنے انداز میں عورتوں کے حقوق پر خطاب کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس کا اختتامی خطاب امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق صاحب نے حقوق نسواں کے لیے خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس میں شریک خواتین میں ڈاکٹر زبیدہ جبیں، ڈاکٹر رخسانہ جبیں، عائشہ شبیر، حنا نقوی، ڈاکٹر لبنی ظہیر، ڈاکٹر محت فرح ناز، زاہدہ شبنم، ڈاکٹر آسیہ، ڈاکٹر میمونہ، ڈاکٹر حلیمہ سعدیہ، شبانہ فیصل، حمیرا شاہ، ایڈووکیٹ بشری لودھی ممبر آف بار کونسل ہائی کورٹ، ایڈووکیٹ صبا چودھری، بائیکر گرل عالیہ علی طاہر، زخرف منال ڈاکٹر ماہم، ڈاکٹر حمہ طارق، ثمینہ سعید، بشری ندیم، ریحہ افضل، ڈاکٹر انجم، سعدیہ حریم، جمیلہ عادل، شازیہ کاشف، صفیہ ناصر، شازیہ محمود اور خواتین کی کثیر تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی۔

(لیڈی رپورٹر + نمائندہ خصوصی + نمائندہ نوائے وقت)

خواتین کی حالت سنوارنے کیلئے قابل ذکر قانون سازی نہیں ہوئی: سمیعہ راحیل قاضی

لاہور (لیڈی رپورٹر) جماعت اسلامی کی رکن قومی اسمبلی و سابق رکن صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 25

بقیہ 25	سمیعہ راحیل قاضی

اسلامی نظریاتی کونسل ڈاکٹر سمیعہ راحیل قاضی نے کہا ہے کہ ہم حکومت کے اتحادی ہیں اور نہ ہی ہمارے ایم این اے نے وزیراعظم کو ووٹ دیا ہے ہم سینٹ اور قومی اسمبلی میں وزیراعظم پر اعتماد کی ووٹنگ کے نتائج سے تو لگتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف اتحادی ہیں اور اوپر سے نورا کشتی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے ان خیالات کا اظہار نمائندہ نوائے وقت سے خصوصی انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ عام پاکستانی عورت کی حالت زار سنوارنے کیلئے کوئی قابل ذکر قانون سازی نہیں ہوئی۔ مریم اور گرجب سے بدتمیزی کی مذمت کی۔

YADIM
YAYASAN DAKWAH ISLAMIAH MALAYSIA
KEMENTERIAN PEMBANGUNAN WANITA, KELUARGA DAN MASYARAKAT
MAJLIS WANITA ISLAM
MAIWP
YAYASAN TAQWA
WILAYAH PERSEKUTUAN
WANITA WAJA NEGARA
SAMBUTAN HARI WANITA 2021
'Manhaj Rabbani Asas Model Ummahatul Mukminin'
"WEBINAR ANTARABANGSA:
"Wanita dan Cabaran Pandemik Covid-19"
24 Rejab 1442H / 8 Mac 2021 (Isnin)
2.30 petang hingga 5.00 petang
LIVE
Yayasan Dakwah Islamiah Malaysia
Panel 1:
Prof Dr Amany Lubis
Rector, Syarif Hidayatullah State Islamic University, Jakarta Indonesia
Panel 2:
Dr. Samia Raheel Qazi
President International Muslim Women Union
YB Datuk Seri Rina Mohd Harun
Menteri Kementerian Pembangunan Wanita, Keluarga dan Masyarakat (KPWKM)
UCAPTAMA : "Wanita Bangkit Mendepani Cabaran : Inspirasi Perjuangan Ummahatul Mukminin"
Panel 3:
Hajeh Maha Abdo
CEO of Muslim Women Australia
Panel 4:
Madam Salha Ben Aycha
Lawyer for the Supreme Court of the Republic of Tunisia
Moderator:
Dr. Fitri Nurul'ain Nordin
Ketua Pusat Pengajian LG242
Akademi Pengajian Bahasa,
UiTM Shah Alam

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت
خواتین ونگ کے زیر اہتمام
استحکام خاندان مہم
مضبوط خاندان
محفوظ عورت
مستحکم معاشرہ
قرآن و سنت کی روشنی میں ہماری ذمہ داریاں
مہمان خصوصی: محترمہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ
ڈائریکٹر امور خارجہ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل)
بروز ہفتہ 6 مارچ 2021
09:00 بجے صبح (کویت)
11:00 بجے صبح (پاکستان)
ان شاء اللہ
zoom
www.ieckuwait.com
ieckuwait1
ieckuwait
ieckuwait
ieckuwait1

SKIIIERZ
8
MARCH
INTERNATIONAL WOMEN'S DAY
مضبوط خاندان محفوظ عورت
مستحکم معاشرہ
اور دنیا کی سب سے
بہترین متاع نیک عورت ہے
Strong Families
Make Strong
Societies
حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان

خواتین کانفرنس
مضبوط خاندان | محفوظ عورت | مستحکم معاشرہ
مضبوط خاندان محفوظ عورت
مستحکم معاشرہ

اسلامی پاکستان خوشحال پاکستان
حضرت خدیجہ الکبریٰ
ایمان و وفا کی ساتھی
ویمن اینڈ فیملی کمیشن
جماعت اسلامی
www.jamaatwomen.org
8 مارچ
یومِ خواتین

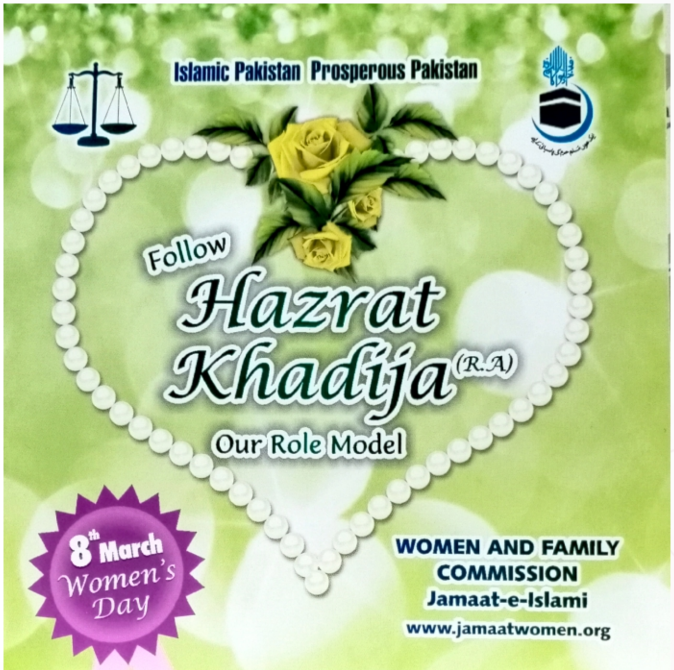
Islamic Pakistan Prosperous Pakistan
Follow
Hazrat
Khadija (R.A)
Our Role Model
8th March
Women's Day
WOMEN AND FAMILY
COMMISSION
Jamaat-e-Islami
www.jamaatwomen.org

8th March
Women's Day
Women and Family Commission Jamaat-e-Islami
ایمان و وفا کی ساتھی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حضرت خدیجہ الکبریٰ
ایمان و وفا کی ساتھی
زبیر منصوری

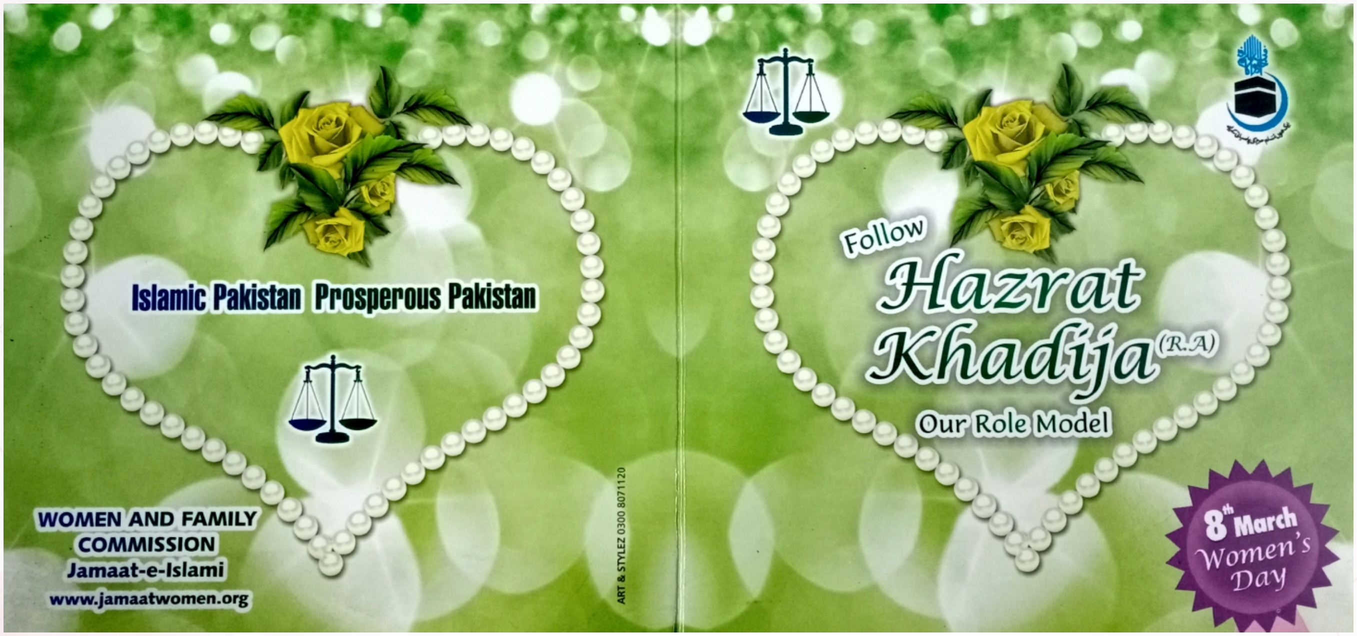
Islamic Pakistan Prosperous Pakistan
WOMEN AND FAMILY COMMISSION
Jamaat-e-Islami
www.jamaatwomen.org
ART & STYLEZ 0300 8071120
Follow
Hazrat Khadija (R.A)
Our Role Model
8th March
Women's Day

Women!
The Pillar of civilization and symbol of love and respect.
8th March
Women's Day

اسلامی پاکستان خوشحال پاکستان
Islamic Pakistan Prosperous Pakistan
Follow
Hazrat Khadija (R.A)
Our Role Model
8th March Women's Day
Women!
The Pillar of civilization and symbol of love and respect
عورت کا ہر روپ
قابل احترام

ماں ۔ جنت
بیٹی ۔ رحمت
بہن ۔ عزت
بیوی ۔ محبت
عورت کا ہر روپ
قابل احترام

ام المومنین
حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
”خزینۂ علم و دانش“
زبیر منصوری

ام المؤمنین
حضرت
عائشہ
"خزینۂ علم و دانش"
عورت کا
ہر روپ
قابل احترام
Women!
The Pillar of civilization
and symbol of
love and respect.
8th March
Women's
Day
انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین
9-اے، منصورہ، لاہور
فون: 0423 5419 520-24
sameea.qazi@gmail.com

A Lady ahead
of her time
International
Muslim Women Union
9-A, Mansoorah, Lahore.
Ph: 0423 5419 520-24
E-mail: sameea.qazi@gmail.com
Umm-ul-Momineen
Hazrat
Ayesha (RA)
A Beacon of
Women Empowerment
8th March
Women's
Day

ماں ـــ جنت
بیٹی ـــ رحمت
بہن ـــ عزت
بیوی ـــ محبت
عورت کا
ہر روپ
قابل احترام

Women!
The Pillar of civilization
and symbol of
love and respect.

8th March
Women's
Day

ام المومنین
حضرت
عائشہ
"خزینۂ علم و دانش"
8 مارچ
یوم خواتین
انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین
9-اے منصورہ ملتان روڈ لاہور
فون: 0423 5419 520-24
ای میل: sameea.qazi@gmail.com

زبیر منصوری

کراچی یونیورسٹی سے جرنلزم، ہسٹری، اسلامیات اور قانون کی ڈگریاں لیں اور پبلک ایڈمنسٹریشن میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کیا، اس سے قبل جامعہ منصورہ سندھ سے علم دین حاصل کیا، میڈیا اور میڈیا ٹریننگز سے وابستہ رہے، سینکڑوں نوجوانوں کو جرنلزم کورسز کروائے، ایمز انسٹی ٹیوٹ آف ہیومن ڈیولپمنٹ، ایمز پروڈکشنز، راہ شون اور ایک بڑی آزاد نیوز ویب سائٹ کے ڈائریکٹر رہے، مختلف یونیورسٹیز، کالجز اور دیگر اداروں کے پروگرامات میں سوا لاکھ سے زائد افراد کو ورکشاپس کروا چکے ہیں، جبکہ سینکڑوں بلاگز لکھنے کے علاوہ قومی روزناموں میں ان کی تحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

سندھ میں 21 ویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ نظام تعلیم و تربیت پر کام کرنے والے ادارے، سندھ لیڈرشپ فاؤنڈیشن اور اتالیق پاکستان کے اعزازی چیئرمین کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

8 MARCH
INTERNATIONAL
WOMEN'S DAY

خاندانِ نبوتؐ کی خواتین اور کربلا کی شہزادی

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صبر و شجاعت کی بے مثل راہنما

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

8 MARCH
INTERNATIONAL
WOMEN'S DAY
خاندانِ نبوت کی خواتین اور کربلا کی شہزادی
حضرت زینب رضی اللہ عنہا
صبر و شجاعت کی بے مثل راہنما
ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
8 MARCH
INTERNATIONAL
WOMEN'S DAY
▸STRONG WOMEN
▸STRONG FAMILY
▸STRONG SOCIETY
▸STRONG NATION
حلقہ خواتین
جماعت اسلامی
عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: أَنَّ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:
(الدُّنيا مَتاعٌ، وَخَيْرُ مَتاعِها المَرْأَةُ الصَّالِحَةُ)
اور دنیا کی سب سے بہترین متاع نیک عورت ہے (صحیح مسلم)

INTERNATIONA
WOMEN'S DA
STRONG WOMEN
STRONG FAMILY
STRONG SOCIETY
STRONG NATION
حلقہ خواتین جماعت اسلامی

publication